مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

جلد نمبر 4 | نومبر 2015 | شمارہ 11

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

- خواتین اسلام کے علمی کارنامے
- پاکستان میں شادی کی ایک جھلک
- حالات کب بہتر ہوں گے

یروشلم کا حاکم

استحکام پاکستان میں مدارس کا کردار

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت

سرگودھا

جلد نمبر 6 | نومبر 2015 | شمارہ نمبر 11

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے

www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرِ تعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

حالات کب بہتر ہوں گے؟؟؟.....6
اداریہ
دو افسوسناک حادثے 9
خورشید عالم داؤد قاسمی
خواتینِ اسلام کے علمی کارنامے 15
معظمہ کنول
یروشلم کا حاکم.....20
شہباز احمد بلوچ
"آف دی ریکارڈ".....27
نعیم خان
چراغِ محبت.....31
حامد علی چغتائی
آگ کی خندق 38
فائزہ کرن
موبائل سگنلز کا جال.....53
ناصر محمود
استحکامِ پاکستان میں مدارس کا کردار.....56
محمد طیب گجر
عصر حاضر اور دینی تعلیم 58
بنت منظور احمد

درسِ قرآن

ارشاد خداوندی ہے:

”حق تو یہ ہے کہ جو لوگ بھی، خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی یا نصرانی یا صابی، اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لے آئیں گے، وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہوں گے، اور ان کو نہ کوئی خوف ہو گا، نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔“

تشریح:

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور ان کی نافرمانیوں کے تذکرے کے بیچ یہ آیت کریمہ بنی اسرائیل کے ایک باطل گھمنڈ کی تردید کے لئے آئی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف انہی کی نسل اللہ کے منتخب اور لاڈلے بندوں پر مشتمل ہے۔ ان کے خاندان سے باہر کا کوئی آدمی اللہ کے انعامات کا مستحق نہیں ہے۔ (آج بھی یہودیوں کا یہی عقیدہ ہے۔ اسی لئے یہودی مذہب ایک نسل پرست مذہب ہے، اور اس نسل کے باہر کا کوئی شخص یہودی مذہب اختیار بھی کرنا چاہے تو یا اختیار کر ہی نہیں سکتا یا ان حقوق کا مستحق نہیں ہو سکتا جو ایک نسلی یہودی کو حاصل ہیں)۔

اس آیت نے واضح فرمایا کہ حق کسی ایک نسل میں محدود نہیں ہے۔ اصل اہمیت ایمان اور نیک عمل کو حاصل ہے، جو شخص بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لانے اور عملِ صالح کی بنیادی شرطیں پوری کر دے گا، خواہ وہ پہلے کسی بھی مذہب یا نسل سے تعلق رکھتا ہو، اللہ کے نزدیک اجر کا مستحق ہو گا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ ایمان لانے میں اس کے تمام رسولوں پر ایمان لانا بھی داخل ہے، لہذا نجات پانے کیلئے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ پیچھے آیت 40، 41 میں اسی لئے تمام بنی اسرائیل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”میری امت میں تو مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز ڈھیر ساری نمازیں، روزے اور زکوتیں لے کر آئے گا مگر ساتھ ہی اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی، کسی پہ تہمت لگائی، کسی کا مال کھایا، کسی کا خون بہایا، کسی کو مارا۔ پس (ان مظالم کے قصاص میں) اس دعوے دار کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، یہاں تک کہ اگر حساب پورا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں، تو ان (دعوے داروں) کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے، اور پھر وہ سر کے بل آگ میں ڈال دیا جائے گا۔“

”جس نے اپنے بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو۔ عزت کے معاملہ میں یا کسی بھی چیز کے بارے میں۔ وہ آج کے دن ہی اس سے معاف کرا لے، اس سے پہلے کہ اس کے پاس نہ دینار ہوں نہ درہم (کیونکہ اس دن) جتنا ظلم اس نے کیا، اتنی اس کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی برائیاں اس پر لاد دی جائیں گی“

(بخاری و مسلم)

تشریح:

آج ہمارا معاشرہ بڑی بڑی معاشرتی برائیوں میں بری طرح پھنس کر رہ گیا ہے۔ اخلاقی اقدار و روایات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ روحانی و قلبی امراض نے اس کو گھیر لیا ہے۔ عبادات خداوندی، اتباع نبوی، پیروی اسلاف سے دور بھاگتا ہے۔ حسن سلوک، صلہ رحمی، حسن اخلاقی سے عاری ہے۔ عدم برداشت کے سبب کئی گناہوں اور نقصانات سے خود کو دوچار کر رہا ہے۔ اللہ پاک اپنی حفاظت میں رکھے۔

www.ahnafmedia.com

کافی ہے بَس اِک نسبتِ سُلطانِ مدینہ !!!

.....جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اِک رِند ہے اور مدحتِ سلطانِ مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنتِ سلطانِ مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

اک ننگِ غمِ عشق بھی ہے منتظرِ دید
صدقے ترے اے صورتِ سلطانِ مدینہ

کونین کا غم یادِ خدا ور شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطانِ مدینہ

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطانِ مدینہ

اس امت عاصی سے نہ منہ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطانِ مدینہ

کچھ ہم کو نہیں کام جگرؔ اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

www.ahnafmedia.com

حالات کب بہتر ہوں گے ؟؟؟

اداریہ.....

حالات کب بہتر ہوں گے ؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب دینے کے لیے ہر شخص اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

کسی کی سوچ یہ ہے کہ سائنسی ایجادات اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کر لینے سے ہم مشکلات کے گرداب سے نکل سکتے ہیں۔ کوئی عصری علوم و فنون میں ترقی کو اس کا مداوا سمجھتے ہیں۔ بعض کی رائے کے مطابق سیاست میں شراکت داری، بین الاقوامی تعلقات سے اس گتھی کو سلجھایا جا سکتا ہے۔ جبکہ کچھ مفکرین عسکری قوت اور ایٹمی طاقت کے بل بوتے یہ معرکہ سر کرنا چاہتے ہیں۔ چند افراد ایسے بھی ہیں جن کے عقل کا مقتضاء کثرت زر ہے۔ مال و دولت کی قلت کو تنزلی کا پہلا زینہ گردانتے ہیں ۔یوں سمجھیے کہ تمام لوگ بالخصوص مسلم بزبان حال یوں کہہ رہے کہ اقوام عالم میں آگے بڑھنے کا خواب کیسے شرمندہ تعبیر ہو گا؟

اس کی عقدہ کشائی میں سیاست دان، سائنس دان، مبصرین، تجزیہ نگار، دانشور، حالات حاضرہ پر گہری نگاہ رکھنے والے اسکالرز، تاجر برادری اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی آراء باہم جدا ہیں۔ ان کے گورکھ دھندے نے معاملے کو مزید الجھا کر رکھ دیا ہے اور ان کے افکار کی یلغار سے معاشرے میں بڑی بڑی تبدیلیوں نے انگڑائیاں لی ہیں۔ دولت کے بے تحاشا حصول اور استعمال نے اخلاقی قدروں کو روند ڈالا ہے۔ باہمی رشتوں میں دراڑیں ڈالی ہیں۔ قوت وطاقت نے جبر و جور کے طوفان مچائے ہیں۔ بین الاقوامی تعلقات نے حق خود ارادیت کو سلب کیا ہے۔ محض عصری علوم و فنون نے انسانی تہذیب اور تربیت سے جداگانہ رخ اختیار کر لیا

www.ahnafmedia.com

ہے۔ سائنسی ایجادات سے متاثرین لوگ خدائی قدرت کو بھول بیٹھے ہیں۔

ہم حقیقی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے۔ امن نہیں مل سکا۔ سکون کے لیے ہم آج تک بلک رہے ہیں۔ شاید منزل کے متعین کرنے میں ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ جی ہاں! ہم غلط خطوط پر زندگی کی راہیں تراشتے رہے ہیں۔ خالق کے بجائے ناسمجھ مخلوق سے رہنمائی لیتے رہے ہیں۔ نتیجہ آج تک ہم مصائب و مشکلات کی چکی میں برابر پِس رہے ہیں اور ناکامی کی دلدل میں ہنوز دھنستے ہی چلے جارہے ہیں۔

چونکہ حضرت انسان نہایت چالاک بھی واقع ہوا ہے اس لیے اپنی نامرادیوں کا وبال بجائے اپنے اوپر لینے کے دوسروں کو اس کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ بالخصوص جو بات آج زبان زد عام ہے کہ سارا کچھ حکمرانوں کا کیا دھرا ہے۔ حکمران ظالم ہیں، جابر ہیں، کرپٹ ہیں، معاشی قاتل ہیں، اقتصادی بربادی کے ذمہ دار ہیں ،اقتدار کے نشے میں مست ہاتھی ہیں ،عدم استحکام کے مجرم ہیں، غربت کی دہلیز پر ہمیں گھسیٹنے والے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بالکل بجا ہے۔ یہ باتیں فرضی نہیں واقعاتی حقائق ہیں۔ لیکن معاف کرنا یہ سب ہمارے مسائل تو ہیں، ان کا حل نہیں۔ محض حکمرانوں کو کوسنا، سارے حالات کا صرف انہی کو ذمہ دار قرار دینا عقل و انصاف سے غداری کے مترادف ہے۔ ہمیں خود کو بھی بدلنا ہوگا۔ اپنے مہربان رب کے دربار میں جھکنا ہوگا۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

اللہ پاک کا ارشاد ہے: میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میں بادشاہوں کا مالک ہوں بلکہ بادشاہوں کا بھی بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں جب بندے میری فرماں برداری کرتے ہیں تو میں بادشاہوں کے دلوں کو ان کی طرف رحمت و شفقت کرنے کے لیے پھیر دیتا ہوں اور میرے بندے جب میری نافرمانی پر اتر آتے ہیں تو میں ان کی طرف بادشاہوں کے دلوں کو غصہ اور انتقام

www.ahnafmedia.com

کے لیے متوجہ کر دیتا ہوں، پس وہ ان کو سخت عذاب اور تکالیف میں مبتلا کر دیتے ہیں اس لیے خود کو بادشاہوں پر بد دعاء میں مشغول نہ کرو بلکہ خود کو ذکر، عجز تضرع میں مشغول رکھو تاکہ میں تمہارے بادشاہوں کے مظالم سے تم کو محفوظ رکھوں۔

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے تھے: حجاج بن یوسف خدا کی طرف سے ایک آزمائش تھا جو بندوں پر گناہوں کے موافق آیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: جب تمہارا ظالم بادشاہ کے ساتھ واسطہ پڑ جائے اور اس کے سبب سے تمہارے دین میں نقصان پیدا ہو تو اس نقصان کا کثرت استغفار کے ساتھ تدارک کرو اپنے لئے اور اس ظالم بادشاہ کے لئے۔

عبد الملک بن مروان نے کہا تھا:

لوگو! تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرت اختیار کریں لیکن تم اپنی سیرت ان کی رعیت کی سیرت و خصلت کی طرح نہیں بناتے تم ان کی رعیت کی طرح ہو جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سا معاملہ کریں گے۔

خدائی تعلیمات، نبوی معمولات اور اسلاف کی تشریحات و واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے مسائل کا حل اطاعت خداوندی، اتباع نبوی اور اسلاف کے مشن پر چلنے میں ہے۔ جب تک اس میں کمی رہے گی حالات کبھی بھی نہیں سدھریں گے جب ہم من حیث القوم اپنے اس مرض کی تشخیص و علاج کی طرف توجہ کریں گے جو بزبان رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خدائی قانون میں صراحت سے مذکور ہے یعنی اللہ کریم کی طرف رجوع، اس کا ذکر، تضرع، دعائیں اور واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ کہ ترقی و حفاظت کے تمام جائز اسباب کو اختیار کرنا۔ تب ہم سب کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا اور تب حالات بہتر ہوں گے۔

www.ahnafmedia.com

دو افسوسناک حادثے
اور سعودی حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش

✍.....خورشید عالم داؤد قاسمی

وہ مسلمان جو اللہ کے مہمان بن کر، حج کی نیت سے اس سال مکہ مکرمہ گئے تھے، ان میں سے کچھ لوگوں کو دو مختلف حادثے میں شہادت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک مومن کے لیے شہادت کی موت سے بہتر کوئی موت نہیں ہو سکتی۔ صحابۂ کرام- رضی اللہ عنہم- تمنا کرتے تھے کہ وہ شہادت کی موت پاکر، اپنے رب کی نظر میں سرخرو ہو جائیں۔ شہادت کی موت ایسی موت ہے کہ اس کے لیے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمنا کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: (ترجمہ:) "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں تمنا کرتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں لڑوں، پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جاؤں (پھر لڑوں) پھر قتل کر دیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جاؤں (پھر لڑوں) پھر قتل کر دیا جاؤں"۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر:7227)

اس سال (1436ھ=2015ء) کے حج کے دوران، حجاج کرام کے ساتھ دو غمناک حادثے پیش آئے۔ پہلا حادثہ 11/ ستمبر کو عصر و مغرب کے دوران، اس وقت پیش آیا، جب موسم نہایت ہی خراب تھا، آندھی طوفان بھی بہت زبردست طریقے آیا۔ اللہ تعالی کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ تعمیراتی کام کے لیے استعمال ہونے والی کرین پر بجلی گری، پھر وہ کرین "مطاف" کے ایریا میں چھت کو توڑتے پھوڑتے زمین پر آگرا۔ پھر منٹوں میں کئی درجن حجاج کرام شہید اور سیکڑوں زخمی ہو گئے۔ ذرائع ابلاغ

www.ahnafmedia.com

کی رپورٹ کے مطابق، 107 / افراد شہید اور 238 / لوگ زخمی ہوئے۔

دوسرا حادثہ 24 / ستمبر کو "جمرات کی رمی" (کنکری مارنے کے عمل) کے دوران افرا تفری اور بھگدڑ مچنے کی وجہ سے، منی کی 204 نمبر شاہراہ پر پیش آیا۔ ان دنوں مکہ مکرمہ میں گرمی شدید ہے؛ لہذا حکومت نے پیشگی یہ اطلاع کر دی تھی کہ حجاج کرام کنکری مارنے کا عمل عصر کے بعد کریں۔ اب جب حجاج کنکریاں مار رہے تھے، کچھ کنکریاں مارنے جا رہے تھے اور کچھ کنکریاں مار کر واپس آ رہے تھے کہ اچانک ایک گروپ نے موقع اور جگہ کے اعتبار سے کچھ عجیب و غریب ٹائپ کا نعرہ لگانا شروع کر دیا۔ وہ گروپ صرف نعرہ بازی پر ہی اکتفا نہیں کیا؛ بل کہ یک طرفہ راستہ (One Way) جس سے صرف جانے کی ہی اجازت تھی، اس یک طرفہ راستہ سے ہی مخالف سمت میں آنا شروع کر دیا۔ پھر بھگدڑ اور افرا تفری (Stampede) کی صورت پیدا ہو گئی۔ حجاج ہڑبڑا کر دوڑنے لگے۔ ہر شخص اپنی جان کی حفاظت کے لیے بھاگنے لگا؛ چناں چہ اس حاثہ میں سعودی وزارت صحت کی رپورٹ کے مطابق اب تک 769 / حجاج کے شہید ہونے؛ جب کہ 934 سے زائد افراد کے زخمی ہونے کی خبر ہے۔

ان دو حادثوں کے بعد، بہت سے لوگوں نے غم و اندوہ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے شہداء کے ورثاء کو تعزیت پیش کی اور سعودی حکومت کی حجاج کرام کے حوالے پیش کی جانے والی سہولیات و انتظامات کو سراہتے ہوئے ان کی تعریف اور حوصلہ افزائی کی۔ مگر کچھ ناعاقبت اندیش اور عناد و تعصب کا عینک لگائے لوگ ان حادثے کو سعودی حکومت کے ساتھ اپنی دیرینہ دشمنی نبھانے کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

اس حوالے سے ایرانی حکومت اور کچھ ایران نواز لوگ سر فہرست ہیں؛ تا آنکہ آج نیو یارک میں، ایرانی صدر حسن روحانی نے یہاں تک سوال کر دیا کہ کیا

www.ahnafmedia.com

سعودی حکومت پر حج کی ذمے داری نبھانے کے سلسے میں اعتماد کیا جاسکتا ہے؟

جو لوگ سعودی حکومت کی اہلیت اور انتظام و انصرام کی صلاحیت پر انگلی اٹھارہے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے کہ کسی کے گھر دس مہمان آئے ہوں اور ان کے لیے دس کرسیوں کا انتظام کرلیا اور ایک روم میں بیٹھا کر کھانا کھلا کر اور کبھی صرف پانی پر ہی اکتفا کرکے رخصت کردیا۔ حج کرنے والے مسلمانوں کی تعداد کم و بیش دو ملین (بیس لاکھ) ہوتی ہے، جہاں ہر ایک حج کرنے والا "ایک مخصوص عمل کے لیے، ایک محدود وقت میں، ایک مخصوص سمت میں ہی جاتے ہیں"؛ لہذا ایام حج میں حجاج کی آمد و رفت کو کسی دوسری تقریب اور دوسرے راستوں پر قیاس کرنا بالکل ہی غلط ہے۔ ایام حج میں حجاج کی خدمت اور ان کے رہنے سہنے اور ہر رکن کی ادائیگی کے لیے آمد و رفت کا انتظام و انتصرام سنبھالنا کوئی معمولی بات نہیں۔ مگر جن کا منشا اور مقصد صرف سعودی حکومت کے ساتھ عناد و دشمنی ہو، تو ایسے لوگ کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں اور اس طرح کے غمناک اور افسوسناک واقعہ کو بھی ایک قضیہ بنا کر اپنا سر اونچا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس وقت بڑا افسوس ہوتا ہے، جب کچھ ایسے لوگ بھی کسی ایسے قضیہ میں اپنی گندی زبان کو لگام نہیں دے پاتے اور کھل کر تنقیص کرتے ہیں، جن کا اس قضیہ اور مسئلہ سے کچھ لینا دینا ہی نہیں۔ چناں چہ اس "رمی جمرات" والے حادثے کے بعد، کچھ دہریہ اور ملحد قسم کے لوگوں نے حج کی مشروعیت پر ہی سوال اٹھانا شروع کردیا۔ ان میں سرفہرست ہندوستان کی سرزمین پر جلاوطنی کی زندگی گزار رہی بدبخت بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین بھی ہے۔ اس ناپاک عورت نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے فریڈم آف اسپیچ کی آڑ میں، اسلام مخالف اپنی گندی زبان اور غیر سنجیدہ قلم کا خوب استعمال کیا۔ اس حادثہ کے فورا بعد، اس نے اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ پر کئی سارے

www.ahnafmedia.com

ایسے ٹویٹس کی کہ مسلمانوں کے جذبات کو بھر کانے اور ان کو ور غلانے کے لیے کافی تھے اور کچھ عقل کے دشمن لوگ اس کی ہاں میں ہاں بھی ملاتے رہے۔ اس حادثہ کے بعد سے تسلیمہ نسرین نے مسلمانوں، حج اور اللہ تعالی کی پاک ذات کے حوالے جو کچھ ٹویٹ کیا ہے، اسے میں یہاں نقل کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ لوگ جو ہر موقع سے اپنی دشمنی اور عناد کی وجہ سے مخصوص ذہنیت کے ساتھ ہر مسئلہ پر رائے زنی کے عادی ہیں، انھیں یہ سمجھنا چاہیے کہ سعودی حکومت جس منظم و مرتب طریقے سے حج کا پروگرام انجام دیتی ہے، اسے خدائی مدد اور موجودہ حکومت کی حد درجہ دانائی ہی کہا جاسکتا ہے۔ جن کو اللہ تعالی نے حج کی سعادت سے سرفراز کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ الحمد للہ، سعودی حکومت کی طرف سے ارکان حج کی ادائیگی کے لیے جو سہولیات دی جاتیں ہیں اور انتظامات کیے جاتے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ حجاج کی حفاظت کے لیے ہمہ وقت فضا میں ہیلی کاپٹر س گشت کرتے رہتے ہیں، ہر چند قدم پر رہنمائی کے لیے بڑی بڑی اسکرینیں اور بورڈز لگے ہوتے ہیں، ہر سمت میں جانے کے لیے درجن سے بھی زیادہ کشادے راستے کی تعمیر، پھر ہر طرف مدد کے لیے دفاتر کا قیام، ہر طرف موجود حفاظتی دستے ہوتے ہیں جو ضرورت کے وقت لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حجاج کرام کی خدمت کے حوالے سے سعودی حکومت اتنا اچھا انتظام کرتی ہے کہ ان کی زبانیں حکام سعودیہ عربیہ کے لیے دعا کرتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کچھ مخصوص ذہنیت کے لوگ سعودی حکومت کو اس حوالے سے طعن و تشنیع کرے؛ تو میرے خیال میں وہ شخص عقل و خرد سے خالی ہو گا۔ کرین حادثہ کے فورا بعد کچھ لوگوں نے عوامی رابطے کی سائٹس پر شہید ہونے والوں کے وارثین کو "معاوضہ" (Compensation) دینے کی بات کرنے لگے اور ان کا کہنا تھا کہ کئی گھنٹے گزر گئے ہیں، مگر اب تک سعودی حکومت نے معاوضہ کا اعلان نہیں کیا ہے؟! یعنی ان کی نظر

www.ahnafmedia.com

میں یہ حجاج جن کا انتقال ہوا وہ گویا خادم حرمین شریفین ملک سلمان بن عبد العزیز (حفظہ اللہ) کا کام کرنے گئے تھے؛ لہذا ان کی موت پر ان کے فیملی ممبرس کو معاوضہ دیا جائے۔ اس طرح کی موت میں معاوضہ کی بات کہاں سے آگئی؟! مگر اللہ تعالی نے ان لوگوں کی زبان ایسی بند کروائی کہ شاید اب اس طرح کے موقع سے ان کی زبان کھلے ہی نہیں۔ ہوا یہ کہ سعودیہ کے صالح اور متواضع حکمراں، خادم حرمین شریفین نے بطور معاوضہ اتنی بڑی رقم کا اعلان کیا کہ کبھی کسی نے سوچا بھی نہ ہو۔ ملک سلمان بن عبد العزیز نے ہر شہید ہونے والے کے کنبہ کو ایک ملین (دس لاکھ) سعودی ریال دینے کا اعلان کرنے کے ساتھ ان کی فیملی کے دو افراد کو شاہی مہمان کی حیثیت سے آئندہ سال حج کرانے کا بھی وعدہ کیا۔ یہ خادم حرمین شریفین کی ایسی فراخدلی اور سخاوت و فیاضی ہے کہ اس حوالے سے بہت ہی کم حکمراں ان کے شریک ہوں گے۔ اس طرح کے حادثات کو موضوع بنا کر سعودی حکومت کے خلاف محاذ کھولنا کسی طرح بھی دانشمندی نہیں ہے۔ حج و عمرہ کے لیے جانے والے حجاج کے لیے "آل سعود حکومت" نے شروع سے اب تک جو خدمات پیش کی ہیں، وہ آپ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ اس میں کسی طرح کی بے جا تعریف و توصیف نہیں ہے۔ خاص طور پر جب سے ملک سلمان بن عبد العزیز (حفظہ اللہ) نے حکومت کا باگ وڈور سنبھالا ہے، اس وقت سے تو بہت سے ایسے مثبت فیصلے لیے گئے ہیں، جن کے اچھے اثرات نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ ابھی چند ہی دنوں پہلے کی بات ہے کہ اسرائیلی فوجیوں اور پولیس کے ہاتھوں مسجد اقصی اور فلسطینیوں پر ہوئے ظلم و جبر کے خلاف انہوں نے کھل کر اسرائیل کی مذمت کی اور اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل اور سیکورٹی کونسل کے ممبران کو فوری سخت اقدام اٹھانے کی اپیل کی ہے۔ اللہ تعالی ان کو ثابت قدم رکھے! اس افسوسناک حادثہ کے حوالے سے حکومتی سطح پر تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے۔

www.ahnafmedia.com

روزنامہ "الشرق الاوسط" نے یہ انکشاف کیا ہے کہ ایرانی حج مشن کے ایک عہدیدار نے یہ اعتراف کیا ہے کہ "تقریبا تین سو ایرانی حجاج نے اسمبلی پوائنٹ سے متعلق ہدایات (Instructions) پر عمل نہیں کیا، جس کی وجہ سے ان حاجیوں نے جمرات سے الٹے پاؤں واپسی کی کوشش کی، جو منی کی 204 نمبر شاہراہ میں حادثہ کا سبب بنی۔ اس حادثہ کے بعد کچھ ذی فہم لوگوں نے اس اندیشہ کا بھی اظہار کیا ہے کہ یہ حادثہ کسی سازش کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ یہ حقیقت بھی ہے کہ ماضی میں کچھ مخصوص ذہنیت کے لوگ، سعودی حکومت کو بدنام کرنے کی غرض سے ایسا کر چکے ہیں۔ اب اگر اس طرح سے لوگ بدنظمی پیدا کریں؛ تو حکومت اور انتظام و انصرام سے اس کا کیا تعلق ہے! یہ تو لوگوں کی بے عقلی ہے کہ وہ ہدایات پر عمل نہیں کرتے جس کی وجہ سے سیکڑوں لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہوتا ہے؛ اس لیے جن ممالک سے لوگ حج کے لیے جاتے ہیں، ان ممالک کی حج کمیٹیوں کو چاہیے کہ حج کا تجربہ رکھنے والے حجاج اور ماہر معلمین کی نگرانی میں خوب سے خوب تر حج کیلیے جانے والے لوگوں کی تربیت کی جائے اور ان کو اس بات کی بھی ٹریننگ دی جائے کہ اگر خدانخواستہ کوئی افراتفری کی صورت ہو، یا کہیں سے بھگدڑ کی اطلاع آئے تو وہ کیا کریں، خود کو کیسے کنٹرول کریں اور دوسرے حجاج کی کس طرح مدد کریں۔ خیر جو لوگ ان حادثات میں شہید ہوئے ہیں، ان کیلیے اس بڑی کوئی اور سعادت نہیں ہو سکتی کہ اللہ کے مہمان ہونے کی حالت میں، احرام پہنے ہوئے اپنے ربّ کے یہاں حاضر ہوئے ہیں۔ موت تو مومن کا تحفہ ہے۔ اللہ تعالی ان شہداء کو جنت میں اعلی سے اعلی مقام عنایت فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے! جن لوگوں کا آئندہ حج کیلیے جانے کا ارادہ ہو، ان کو اس بات پر پوری توجہ دینی چاہیے کہ حکومت کی طرف سے وضع کردہ اصول کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں، نہیں تو ایک شخص کی بے اصولی ہزاروں لوگوں کی موت کا سبب بن سکتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

خواتینِ اسلام کے علمی کارنامے

✍.....معظّمہ کنول

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر قوم کی تعمیر و ترقی کا انحصار اس کی تعلیم پر ہوتا ہے۔ تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے کہ جس کے سبب قوم کے احساس و شعور کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔

اسلام میں تعلیم و تعلم کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی گزارنے کے ہر پہلو پر واضح و روشن تعلیمات موجود ہیں۔ دین اسلام میں علم کو صرف حق ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیا گیا ہے۔ علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے اور تخلیق انسانی کے ظہور کے ساتھ ہی اللہ رب العالمین نے تمام علوم کی تعلیم ابوالبشر سیدنا آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمائی اور پھر یہ علوم نسل انسانی میں منتقل ہوتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا، آدمی کون ہیں تو آپ نے فرمایا "عالم" پھر پوچھا بادشاہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا "زاہد" پھر پوچھا کمینے کون لوگ ہیں؟ فرمایا "دین کو فروخت کرنے والے"

معلوم ہوا کہ جو خاصہ انسان و چوپایوں میں تمیز کرتا ہے وہ علم ہے۔ انسان کو شرف علم کے سبب سے حاصل ہے۔ انسان کی شرافت نہ تو جسم کے زور کی وجہ سے ہے کیونکہ زور تو اونٹ میں زیادہ ہے، نہ ہی طویل القامت ہونے کی وجہ سے کیونکہ ہاتھی اس سے بڑا ہے، نہ ہی بہادری کی وجہ سے کہ درندے اس سے زیادہ بہادر ہیں، نہ ہی کھانے کے سبب سے کہ بیل کا پیٹ اس سے زیادہ بڑا ہے۔ نہ ہی صحبت کے سبب کہ

www.ahnafmedia.com

چھوٹی سی چڑیا اس سے زیادہ بڑی ہے، بلکہ اسے شرافت و بزرگی علم کے سبب سے ہے اور یہ اسی لئے پیدا کیا گیا۔

انسان کو ملائکہ پر شرف و فضیلت علم کی بدولت دی گئی۔ علم ایک نور ہے کہ جس کے سبب سے اللہ رب العزت نے صاحب علم کو غیر صاحب علم پر واضح الفاظ میں فضیلت عطا فرمائی ہے۔

قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (سورۃ زمر 9)

اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرما دیجئے! کیا عالم و جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟

یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ (سورۃ مجادلۃ، 11)

اللہ رب العزت ایمان والوں کے اور تم میں سے جنہیں علم دیا گیا، درجات بلند فرمائے گا

الغرض فضائل علم اظہر من الشمس ہیں اور کسی پر بھی مخفی نہیں یہ ایک ایسی لازوال دولت ہے کہ جس کا حصول وجہ امتیاز و فضیلت و سعادت دارین ہے۔

حضور جان عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو کوئی طالب علم، علم کے دروازے پر علم سیکھنے جاتا ہے اس کے لئے ہر قدم پر اللہ رب العالمین جنت میں شہر آباد کرتا ہے اور جس زمین پر وہ چلتا ہے وہ زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے۔

علم کے ان تمام تر فضائل میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شامل ہے جس طرح مرد احکام شرعیہ کے مکلف ہیں، اسی طرح عورتیں بھی مکلف ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح مرد اپنا مقصد وجود رکھتا ہے۔ اسی طرح عورت کی تخلیق بھی ایک غایت ہے باعتبار تخلیق عورت بھی مرد کی طرح مکمل بنائی گئی اور

www.ahnafmedia.com

بااعتبار اعمال انہیں اجر بھی برابر دیا جائے گا۔ اسی طرح سزا میں بھی برابری کا درجہ دیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرد و عورت کی تخلیقی بنیاد ایک ہے۔ تقویٰ و فلاح کا معیار جو مقرر کیا گیا ہے۔

اس میں صنف نازک بھی برابر کی شریک ہے اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ معاشرے کی فلاح و بگاڑ میں مرد کے ساتھ ساتھ عورت کا بھی رول ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ ایک مرد کی تعلیم فقط ایک فرد کی تعلیم ہے جبکہ ایک لڑکی کی تعلیم پورے معاشرے کی تعلیم ہے۔ کیونکہ ماں کی گود ہی پہلی درس گاہ ہوتی ہے۔ اگر وہ تعلیم یافتہ ہوگی تو معاشرے کو بہتر افراد مہیا کر سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ائمہ زمانہ ایام طفولیت سے ہی مائل بتقویٰ توکل، ورع وزہد، خشیت وانابت نظر آتے ہیں۔

مگر افسوس کہ ہمارے معاشرے میں دینی تعلیم کا بے حد فقدان ہے۔ اول ہمارے یہاں تعلیم نسواں کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ ثانیاً اگر تعلیم کے حصول کی اجازت دی جائے تو بھی فقط دنیاوی تعلیم تک محدود رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ دینی و دنیاوی دونوں علوم انسان کی ذات کے لئے از حد ضروری ہیں۔ افسوس کہ والدین کی دینی حمیت و غیرت انہیں اس بات پر نہیں ابھارتی کہ ہماری اولاد صدقہ جاریہ ہو بروز قیامت وہ ہمارے لئے شافع ہو۔

تاریخ کے اوراق کھنگالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان عورت اپنے ذوق علم کے سبب کبھی بھی مردوں سے پیچھے نہیں رہی بلکہ ایسی عظیم الشان خواتین کا تذکرہ ملتا ہے جو امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ جملہ و فنون میں مہارت تامہ و کامل دسترس رکھتی تھیں۔ ایک مسلمان عورت ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، عالمہ، مورخ شاعرہ، ادیبہ اور محقق سب کچھ ہو سکتی ہے۔

مشاہیر خواتین کے علمی کارناموں پر تاریخ شاہد عدل ہے کہ خواتین اس

www.ahnafmedia.com

امت کے رجال پر بھی اپنی علمی وجاہت کے سبب فوقیت لے گئیں جس کی ابتداء امہات المومنین سے ہوتی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلند پایہ محدثہ دو ہزار دو سو احادیث طیبہ کی حافظہ اور ہزاروں صحابہ کبار علیہم الرضوان کی استاد بھی تھیں۔ دین کا تہائی حصہ انہیں کی بدولت امت تک پہنچا ہے۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سینکڑوں احادیث کی راویہ تھیں۔ اسماء بنت عمیس 160 احادیث، اسماء بنت ابی بکر 158 احادیث کی راویہ، ام المومنین ام حبیبہ 65 احادیث کی راویہ، ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا 76 احادیث کی راویہ، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا 60 احادیث کی راویہ، اسماء بنت یزید 81، ام ہانی بنت ابن طالب 46، ام فضل بنت حارث 30، فاطمہ بنت قیس 34 احادیث کی راویہ تھیں۔

یہ تو چند اسمائے گرامی ہیں محدث خواتین کے جنہوں نے علم دین کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح خواتین میں تدریس کا آغاز بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہا سے ہی ہوا اس کے بعد تابعیات و درجہ بدرجہ خواتین کے علاوہ مرد علماء، فقہاء و صلحاء، بھی ان سے علمی فیض حاصل کرتے رہے۔

اسی طرح نعیمیہ بنت علی، ام احمد زینب بنت مکی اور بہت سی دوسری خواتین نے اپنے وقت کے بڑے بڑے مدارس جیسے مدرسہ عزیزیہ میں رہ کر اپنی پوری زندگی علم حدیث کی خدمات میں گزار دی۔ ان کے شاگردوں میں مشہور جرنیل صلاح الدین کے بیٹے احمد بھی شامل ہیں۔

حکیم ترمذی اپنے حالات زندگی میں لکھتے ہیں۔ میں نے اپنے لڑکپن میں سات معلمات سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابن قیم نے ایسی 22 صحابیات کی تصریح کی ہے جو فقہ و فتاویٰ میں مشہور تھیں۔ شیخ علاؤ الدین حنفی فقیہ مصنف تحفۃ الفقہاء کی صاحبزادی فاطمہ رحمہا اللہ جلیل

www.ahnafmedia.com

القدر فقیہہ تھیں۔ ان کے شوہر شیخ علاؤ الدین کاسانی نے تحفۃ الفقہاء کی شرح البدائع الصنائع لکھی۔ شرح لکھنے کے دوران کوئی غلطی ہو جاتی تو وہ اس کی تصحیح کرواتیں فتاویٰ پر ان کے، ان کے والد و شوہر تینوں کی دستخط ہوا کرتے تھے۔

الغرض خواتین کے علمی کارنامے شرق سے غرب تک مشہور و معروف ہیں۔ ہر دور اور ہر صدی میں ایسی خواتین موجود رہی ہیں کہ جن کے علم و فضل کا چار دانگ عالم میں شہرہ رہا ہے اور مخلوق خدا ان سے فیض یاب و مستفیض ہوتی رہی ہے۔ آج ہمارے معاشرے کے ان والدین کو ان نفوس قدسیہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنی اولاد کو نت نئے فیشن کی حرص و ہوس سے دور کروا کر علم کی راہوں سے روشناس کروانا چاہئے تاکہ دنیا میں بھی سرخرو ہو سکیں اور آخرت میں رب لم یزل کے حضور حاضر ہونے کے لئے توشہ جمع کر سکیں۔ یاد رہے کہ مغربی تہذیب کا فرنگی فیشن ذریعہ نجات نہیں بلکہ یہ دنیا فانی و ناپائیدار ہے۔ آج کے عمل کا کل رب العالمین کے حضور میں جوابدہ ہونا ہے۔ کیا ہی بہترین توشہ آخرت ہم اولاد کی صورت میں صدقہ جاریہ بنائیں۔ اصل نجات میدان محشر میں سرخروئی کی صورت میں ہی ممکن ہے جن کی بنیاد فقط اعمال صالحہ ہیں۔

نہ دیکھ رشک سے تہذیب کی نمائش کو
کہ سارے پھول یہ کاغذ کہ ہیں خدا کی قسم
وہی ہے راہ تیرے عزم و شوق کی منزل
جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقش قدم
تیری حیات ہے کردار رابعہ بصری
تیرے فسانے کا موضوع ہے عصمت مریم

www.ahnafmedia.com

یروشلم کا حاکم

.....شہباز احمد بلوچ

یوسف بن ظہیر۔ سُلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی فوج کے جانبازوں کے دستے کے سالار اور مجلس شوریٰ کہ رکن کہ مرتبے تک پہنچنے والے دو ستارے۔ یوسف بن ظہیر اور احمد بن حسن۔

یوسف بن ظہیر اور احمد بن حسن نے آپس میں عہد کر رکھا تھا کہ جب تک یروشلم پر صلیبی نشان کی جگہ ہلالی پرچم نہیں نصب کریں گے تب تک وہ رُخصت پر گھر نہیں جائیں گے۔ جن دنوں سُلطان صلاح الدین ایوبیؒ یروشلم پر آخری حملے کی تیاریاں کر رہا تھا بغداد میں سلطان کی فوج کہ چند رضا کار جو کہ رخصت پر گئے ہوئے تھے واپس آئے تو اُن میں سے ایک سپاہی نے یوسف کہ خیمے میں داخل ہو کر اُس کی بیوی کا خط پیش کیا۔

یوسف نے اُسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خط کھول کر پڑھا اور تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچنے کہ بعد اُس سپاہی کی طرف دیکھنے لگا۔

سپاہی نے کہا" میں نے اپنی بیوی کو آپ کے گھر بھیجا تھا۔ وہ آپ کی بیوی کی حالت نازک بیان کرتی ہے آپ کا بچہ میں نے دیکھا وہ تندرست ہے میں اپنی بیوی سے کہ آیا ہوں وہ آپ کی بیوی کی تیمارداری کر رہی ہے"

یوسف نے اپنے چہرے پر ایک غمگین مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا: خُدا آپ کو جزا دے اور پھر دوبارہ خط دیکھنے میں منہمک ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد یوسف تنہا اپنے خیمے میں ٹہل رہا تھا پانچ چھ مرتبہ پڑھنے کہ بعد اُسے مختصر سے خط کے الفاظ زبانی یاد ہو چکے تھے:

www.ahnafmedia.com

"میرے سر تاج! میرے آقا! بہت انتظار کے بعد آپ کا خط ملا۔ کاش میں بھی آپ کہ ساتھ یروشلم پر فتح کا جھنڈا نصب ہوتے ہوئے دیکھ سکتی ۔ میں قدرے علیل ہوں لیکن آپ فکر نہ کریں یروشلم کی فتح کی خبر سُن کر میں تندرست ہو جاؤں گی۔ ہاں یہ ضرور چاہتی ہوں مجھے یروشلم کی فتح کی خبر سنانے والے آپ ہوں اپنا عہد پورا کیجیے میں دن رات خُدا سے دُعا کرتی ہوں کہ یروشلم پر جھنڈا نصب کرنے کی سعادت آپ کے حصے میں آئے ۔ طاہر بہت خوش ہے اور محسن کی بیوی میرا بہت خیال رکھتی ہے مجھے کسی قسم کی تکلیف نہیں"

یوسف خیمے میں ٹہلتے ہوئے یہ الفاظ کبھی آہستہ اور کبھی بلند آواز میں دہراہ رہا تھا اُس کے دل کی دھڑکن کبھی تیز اور کبھی سُست ہو رہی تھی اُس کا دل اور دماغ دو مختلف خیالات، دو مختلف اُمنگوں اور ارادوں کی کشمکش میں مُبتلا تھے اُس کے سامنے دو فرائض تھے۔ ایک طرف حسین اور نوجوان بیوی جس کے ساتھ شادی سے پہلے وہ دُنیا میں بالکل تنہا تھا اور شادی کے بعد جس کی حیاء میں ڈوبی ہوئی مُسکراہٹ، اس کیلیے دُنیا بھر کے خزانوں سے زیادہ قیمتی تھی، وہ بیمار تھی اور خط کے تسلی آمیز لہجے کے باوجود وہ محسوس کر رہا تھا کہ اُس کی حالت مخدوش ہے ورنہ وہ معمولی تکلیف کی حالت میں محسن کی بیوی کی تیمارداری کی ضرورت محسوس نہ کرتی۔

اسے گھر پہنچنا چاہیے وہ خیالات کہ برق رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد پہنچتا اور اپنے مکان میں داخل ہوتا۔

زاہدہ! زاہدہ! تم کیسی ہو؟ میں آگیا ہوں۔ میری طرف دیکھو۔ وہ چونک کر اُس کی طرف دیکھتی اور بے قرار سی ہو کر کہتی " آپ! کیا یروشلم پر اسلام کا پرچم نصب ہو چکا ہے؟" یہ سوال تصور کے گھوڑے کیلیے تازیانہ ثابت ہوتا اور وہ بغداد

www.ahnafmedia.com

کے پُرامن گوشے سے لوٹ کر یروشلم کی رزم گاہوں میں پہنچ جاتا اور ہاتھوں کی مُٹھیاں بھینچ کر بلند آواز میں کہتا " میں اپنا عہد پورا کروں گا میں یروشلم کی فتح کی خبر لے کر جاؤں گا اور وہ تیروں کی بارش میں خندق عبور کرتا، قلعے کی دیواریں توڑتا، صلیب کے نشان اُکھاڑتا اور ہلال کا پھریرا اُڑاتا ہوا قلعے کہ آخری بُرج تک پہنچ جاتا اور فتح کا نعرہ بلُند کرتے اور خون آلود تلوار نیام میں ڈالتے ہوئے اور اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار ہوتا اور بغداد پہنچ جاتا۔ اپنے گھر کے سامنے گھوڑے سے اُترتا اور بھاگ کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہتا : "میری جان! میری روح! میں آگیا ہوں۔ یروشلم فتح ہو گیا ہے میں نے قلعے کہ سب سے اُونچے بُرج پر اپنے ہاتھوں سے اسلامی جھنڈا نصب کیا ہے اور زاہدہ کا حسین اور معصوم چہرہ خوشی سے چمک اُٹھتا"

میں نہیں جاؤں گا۔ اُس کا آخری فیصلہ تھا احمد بن حسن اُس کے کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کہا" یوسف بغداد سے چند سپاہی آئے ہیں تمہارے گھر سے کوئی پیغام آیا"

بیوی کا خط آیا ہے یوسف نے مُسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا – " تم پریشان ہو خیریت تو ہے ؟"

"وہ کچھ علیل ہے" احمد بن حسن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تمہیں بُلایا ہے؟

" یوسف ! نہیں آپ پڑھ لیجیے یہ کہتے ہوئے یوسف نے احمد کے ہاتھ میں خط دے دیا "

احمد نے خط پڑھنے کے بعد کہا کہ خط میں تو ایسی کوئی بات نہیں تم پریشان ہو تمہیں میں ایک خوشخبری سناتا ہوں!

www.ahnafmedia.com

یوسف نے بے تابی سے پوچھا کیسی خوشخبری؟ کیا۔۔ کک ک، کیا یروشلم پر حملہ ہونے والا ہے؟

احمد نے جواب دیا: ہاں! پرسوں ہم یروشلم کی فصیلیں توڑ رہے ہوں گے ان شاء اللہ ایک ہفتے سے پہلے تم بغداد والوں کو فتح کی خوشخبری دینے روانہ ہو جاؤ گے اور چند منازل تک میں تمہارا ساتھ دوں گا۔

یوسف نے پھر پوچھا " آپ کو یقین ہے کہ پرسوں حملہ ہو جائے گا"

احمد نے جواب دیا" میں ابھی سُلطان سے مل کر آیا ہوں"

یوسف! کاش یہ حملہ آج ہوتا!

شام کے وقت احمد بن حسن نے یوسف سے کہا" یوسف! میں محسن (یوسف کیلیے خط لانے والا) سے مل چکا ہوں اُس کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے تمہاری بیوی کی حالت تسلی بخش نہیں ہے اگر جانا چاہو تو میں سُلطان سے تمہاری رُخصت کے لیے کہوں"

یوسف نے جواب دیا" نہیں! مریضہ کی تیمارداری کا موقع پھر شاید مل جائے لیکن یروشلم کی فتح میں حصہ لینے کی سعادت شاید دوبارہ نصیب نہ ہو"

آٹھ دن کے بعد مسلمانوں کی فوج چاروں طرف سے یروشلم پر یلغار کر رہی تھی سُلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ ایک سفید گھوڑے پر سوار حملہ آور فوج کی رہنمائی کر رہا تھا۔ وہ سپاہی جسے سُلطان نے سب سے پہلے کمند ڈال کر قلعے کی فصیل پر چڑھتے دیکھا وہ یوسف تھا اوپر سے تیروں اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی اور یوسف سر پر ڈھال رکھ کر اپنا بچاؤ کر رہا تھا فصیل پر پہنچنے کیلیے اُس کی کامیابی کے امکانات بہت کم تھے ۔سُلطان نے اپنے دل میں کہا کے اگر یہ فصیل پر پہنچ گیا تو میں اسے اپنی تلوار انعام میں دوں گا۔یوسف فصیل پر پہنچ چکا تھا اور چند نوجوان

www.ahnafmedia.com

اُس کی تقلید کر رہے تھے یوسف کی تلوار چند آدمیوں کو موت کے گھاٹ اُتار چکی تھی۔" سُلطان اپنے جرنیل سے کہ رہا تھا اب وہ میرے گھوڑے کا بھی حقدار ہے" چند مجاہد فصیل پر چڑھ کر یوسف پر عقب سے حملہ کرنے والے پہرے داروں کو روک رہے تھے اور یوسف اپنے پے درپے حملوں سے چھ سات سپاہیوں کے پاؤں اُکھاڑ چُکا تھا سُلطان صلاح الدین جوش مُسرت میں کہ رہا تھا" نوجوان! میں تمہیں ہر اول دستے کا سالار اعلیٰ بناتا ہوں" تھوڑی دیر کیلیے سُلطان کی توجہ کسی اور محاذ پر مرکوز ہو گئی جب دوبارہ اُس نے فصیل کہ اس حصے کی طرف دیکھا تو اُس کے سپاہی اُس مقام پر قبضہ کر چکے تھے مگر وہاں یوسف نہیں تھا۔ اُس نے اپنے ہم رکاب سے پوچھا! یوسف کہاں گیا؟

اُس نے دروازے کہ سب سے اونچے بُرج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا وہ دیکھیے یوسف سب سے خطرناک مقام پر لڑ رہا ہے۔ سُلطان نے اوپر نگاہ کی یوسف کی تلوار بیک وقت تین تلواروں سے ٹکرا رہی تھی سُلطان کہ دو سپاہی اُس کی مدد کے لیے پہنچ چُکے تھے یوسف کی تلوار کی ایک ضرب سے نشان صلیب سرنگوں ہو چکا تھا سُلطان نے آنکھوں میں خوشی کہ آنسو بھرتے ہوئے کہا: "تم میرے بیٹے ہو – میں تمہیں اس شہر کا والی مقرر کرتا ہوں۔" لیکن یوسف کے ہاتھ سے تلوار گر چکی تھی اور ایک نوجوان اُسے سہارا دینے کی کوشش کر رہا تھا سُلطان نے اُسے پہچان لیا وہ احمد بن حسن تھا سُلطان کہ سپاہی اندر داخل ہو کر قلعہ کے دروازے کھول چُکے تھے۔ دُشمن ہتھیار ڈال چکا تھا سُلطان گھوڑا بھگاتے ہوئے اور گھوڑے سے اُتر کر اپنے چند سپاہیوں کہ ساتھ جلدی سے بُرج پر چڑھا۔

یوسف کے جسم پر زخموں کے کئی نشان تھے احمد اُسے چھاگل سے پانی پلا رہا تھا سلطان فرش پر گھٹنے ٹیک کر اُس کے قریب بیٹھ گیا اُس کی زرہ کُھلوا کر اُس کے زخم

www.ahnafmedia.com

دیکھے اور اُس کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مغموم لہجے میں بولا "بیٹا میں تمہیں اس شہر کا والی بنا چُکا ہوں شاید تمہارا عہد حکومت بہت مختصر ہے۔ اگر شہر والوں کے لیے کوئی حکم نافذ کرنا چاہتے ہو تو جلدی کرو"

یوسف نے پہلے سُلطان اور پھر احمد کی طرف دیکھا اور بالآخر اُس کی نگاہیں لوٹ کر لٹکے ہوئے صلیبی جھنڈے پر مرکوز ہو گئیں۔ احمد نے کہا "اس شہر کے حاکم کی خواہش یہ ہے کہ وہ فتح کا جھنڈا اپنے ہاتھ سے نصب کرے " احمد کہ یہ الفاظ سُن کر یوسف کے آنکھوں میں ایک غیر معمولی چمک اُتر آئی۔

سُلطان نے دوبارہ اُس کی نبض دیکھی اور ایک سپاہی کو جھنڈا لانے کا اشارہ کیا سُلطان صلاح الدین ایوبی اور احمد بن حسن نے یوسف کو سہارا دے کر اُٹھایا یوسف کے بے جان ہاتھوں میں اچانک زندگی آ گئی اُس نے جھنڈا نصب کیا۔ اُس کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ تھی وہ مسکراہٹ جو صرف اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو نصیب ہو سکتی ہے۔ اچانک اُس کے ہونٹوں سے یہ الفاظ نکلے:

"زاہدہ! یروشلم فتح ہو چکا ہے"

سُلطان کہ حکم پر یوسف کو شاہی محل کہ ایک کمرے میں پہنچایا گیا جان کنی کہ عالم میں اُس نے احمد سے جو بات کہی وہ یہ تھی " احمد! میری بیوی کی دُعا کا صرف ایک حصہ قبول ہوا میں یروشلم کی فتح کی خبر لے کر اُس کہ پاس نہ جا سکا لیکن قدرت کا ایک راز اب میری سمجھ میں آ رہا ہے زاہدہ بغداد میں نہیں کسی اور مقام پر میرا انتظار کر رہی ہے اگر وہ زندہ ہوتی میں یقیناً اُس کے پاس پہنچتا جھنڈا نصب کرتے ہوئے میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ وہ مجھے دیکھ رہی ہے۔

تم بغداد جاؤ اگر وہ زندہ ہوئی تو سب سے پہلے خبر سُننے کا اُس کا حق ہے اور اگر نہ ہوئی تو میں اپنا بیٹا تمہیں سونپتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی آنکھیں بند کر

www.ahnafmedia.com

لیں اور خفیف سی آواز میں دہرانے لگا "زاہدہ! میں آگیا ہوں، یروشلم فتح ہو گیا ہے۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے جھنڈا نصب کیا ہے" یہ کہتے ہوئے اُس نے دوبارہ آنکھیں کھولیں سُلطان اور احمد کی طرف دیکھا اور پھر یوسف کی آنکھوں کے سامنے موت کے پردے حائل ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد احمد بن حسن یوسف بن ظہیر شہید کہ بچے کیلیے سُلطان صلاح الدین ایوبی کے گھوڑے ، سُلطان صلاح الدین ایوبی کی تلوار ، اُس کی پرورش کے لیے پانچ ہزار دینار، سن بلوغت کو پہنچنے پر اُس کے مستقبل کے لیے ہیرے جواہرات سے بھری ریشمی کپڑے کی بنی ہوئی تھیلی کو لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔

چند ہفتوں کے بعد بغداد پہنچ کر احمد بن حسن کو معلوم ہوا کہ یوسف کی بیوی زاہدہ فتح یروشلم سے چار دن قبل اللہ کو پیاری ہو چکی تھی اور محسن (یوسف کا ہمسایہ) کی بیوی بچے کو اپنے پاس لے گئی تھی۔

احمد بن حسن نے اُس کے گھر پہنچنے پر بچے کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب محسن نے اڑھائی سال کا بچہ اُس کی گود میں ڈالا تو احمد کی آنکھیں بھر آئیں احمد بن حسن اُس کے سر پر پیار اور شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگا تو بچے نے ہاتھ بڑھا کر اُس کی ناک پکڑ لی اور کہا "غازی۔۔۔۔ ابا۔۔۔۔۔ غازی"!

احمد نے اُسے سینے سے بھینچ کر آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا " بیٹا !

ابا شہید کہو ! " " ابا۔۔

بچہ غور سے احمد کی طرف دیکھنے لگا۔

"اباشہید! احمد نے اُس کہ ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"اباشہید! بچہ یہ کہتے ہوئے اُس کی گود میں کھیلنے لگ گیا"

www.ahnafmedia.com

"آف دی ریکارڈ"

نعیم خان.....

"تاریخ فتوحات گنتی ہے۔ دستر خوان پر پڑے انڈے جیم اور مکھن نہیں"!!

یہ 1973ء کی بات ہے۔ عربوں اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی۔ ایسے میں ایک امریکی سینیٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اسرائیل آیا۔ وہ اسلحہ کمیٹی کا سربراہ تھا۔ اُسے فوراً اسرائیل کی وزیر اعظم "گولڈہ مائیر" کے پاس لے جایا گیا۔

گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی مانند سینیٹر کا استقبال کیا اور اُسے اپنے کچن میں لے گئی۔ یہاں اُس نے امریکی سینیٹر کو ایک چھوٹی سی ڈائینگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کیلئے پانی رکھ دیا اور خود بھی وہیں آبیٹھی۔

اُس کے ساتھ اُس نے توپوں، طیاروں اور میزائلوں کا سودا شروع کر دیا۔

ابھی بھاؤ تاؤ جاری تھا کہ اُسے چائے پکنے کی خوشبو آئی وہ خاموشی سے اُٹھی اور چائے دو پیالیوں میں اُنڈیلی۔

ایک پیالی سینیٹر کے سامنے رکھ دی اور دوسری گیٹ پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما دی۔ پھر دوبارہ میز پر آبیٹھی اور امریکی سینیٹر سے محو کلام ہو گئی۔ چند لمحوں کی گفت و شنید اور بھاؤ تاؤ کے بعد شرائط طے پا گئیں۔

اس دوران گولڈہ مائیر اُٹھی۔ پیالیاں سمیٹیں اور اُنہیں دھو کر واپس سینیٹر کی طرف پلٹی اور بولی: "مجھے یہ سودا منظور ہے۔ آپ تحریری معاہدے کیلئے اپنا سیکرٹری میرے سیکرٹری کے پاس بھجوا دیجئے۔

یاد رہے کہ اسرائیل اُس وقت اقتصادی بحران کا شکار تھا مگر گولڈہ مائیر نے کتنی "سادگی" سے اسرائیل کی تاریخ میں اسلحے کی خریداری کا اتنا بڑا سودا کر ڈالا۔

www.ahnafmedia.com

حیرت کی بات یہ ہے کہ خود اسرائیلی کابینہ نے اس بھاری سودے کو رد کر دیا۔ اُس کا مؤقف تھا اِس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دن میں ایک وقت کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔

گولڈہ مائیر نے کابینہ کے ارکان کا مؤقف سُنا اور کہا۔

"آپ کا خدشہ درست ہے لیکن اگر ہم یہ جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو پسپائی پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی۔

اور تاریخ جب کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے تو بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران فاتح قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔

اُس کے دستر خوان پر شہد 'مکھن' جیم تھا یا نہیں۔

اور اُن کے جوتوں میں کتنے سوراخ تھے یا اُن کی تلواروں کی نیام پھٹے پرانے تھے۔ فاتح صرف فاتح ہوتا ہے۔"

گولڈہ مائیر کی دلیل میں وزن تھا لہٰذا اسرائیلی کابینہ کو اِس سودے کی منظوری دینا پڑی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈہ مائیر کا اِقدام درست تھا اور پھر دنیا نے دیکھا' اُسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے۔ جنگ ہوئی اور عرب ایک بوڑھی عورت سے شرمناک شکست کھا گئے۔

(یہ بھی ایک عجیب حقیقت ھے کہ امت مسلمہ کو بیسویں صدی میں ٹکڑوں میں تقسیم کر دینے میں دو عورتوں کا ہاتھ رہا۔ یعنی عربوں کو ختم کرنے میں گولڈہ مائیر کا اور عجم کے مسلمانوں کو شکست دینے میں اندرا گاندھی کا)

جنگ کے ایک عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا اور سوال کیا:

"امریکی اسلحہ خریدنے کیلئے آپ کے ذہن میں جو دلیل آئی تھی وہ فوراً آپ

www.ahnafmedia.com

کے ذہن میں آئی تھی یا پہلے سے حکمت عملی تیار کر رکھی تھی؟"

گولڈہ مائیر نے جو جواب دیا چونکا دینے والا ہے۔ وہ بولی:

"میں نے یہ استدلال اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا تھا۔

میں جب طالبہ تھی تو مذاہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ اُنہی دنوں میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوانح حیات پڑھی۔

اُس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اُن کے گھر میں اِتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لیے تیل خرید اجا سکے لہٰذا اُن کی اہلیہ عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے اُن کی زرہ بکتر رہن رکھ کر تیل خریدا لیکن اس وقت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی دیواروں پر نو تلواریں لٹک رہی تھیں۔

میں نے جب واقعہ پڑھا تو میں نے سوچا کہ دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے.. لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں۔ یہ بات پوری دنیا جانتی ہے۔

لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے پختہ مکانوں کی بجائے خیموں میں زندگی بسر کرنا پڑے 'تو بھی اسلحہ خریدیں گے 'خود کو مضبوط ثابت کریں گے اور فاتح کا اعزاز پائیں گے۔

گولڈہ مائیر نے اِس حقیقت سے تو پردہ اُٹھایا مگر ساتھ ھی انٹرویو نگار سے درخواست کی کہ اِسے "آف دی ریکارڈ" رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔

وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نبی (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام لینے سے جہاں اس کی قوم اس کے خلاف ہو سکتی ہے وہاں دنیا کے مسلمانوں کے مؤقف کو

www.ahnafmedia.com

تقویت ملے گی۔

چنانچہ واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے یہ واقعہ حذف کر دیا۔

پھر وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا۔

یہاں تک کہ گولڈہ مائیر انتقال کر گئی اور وہ انٹرویو نگار بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا۔ اس دوران ایک اور نامہ نگار امریکہ کے بیس بڑے نامہ نگاروں کے انٹرویو لینے میں مصروف تھا۔

اُس سلسلے میں وہ اُسی نامہ نگار کا انٹرویو لینے لگا جس نے واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے کی حیثیت سے گولڈہ مائیر کا انٹرویو لیا تھا۔ اُس انٹرویو میں اُس نے گولڈہ مائیر کا واقعہ بھی بیان کر دیا جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھا۔

اُس نے کہا:

"اُسے اَب یہ واقعہ بیان کرنے میں کوئی شرمندگی اور عار محسوس نہیں ہو رہی ہے۔"

گولڈہ مائیر کا انٹرویو لینے والے نے مزید کہا:

"میں نے اِس واقعہ کے بعد جب تاریخِ اسلام کا مطالعہ کیا تو میں عرب بدوؤں کی جنگی حکمت عملیاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

کیونکہ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیاد جس نے جبرالٹر (جبل الطارق) کے راستے اسپین فتح کیا تھا اُس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاھدوں کے پاس پورا لباس نہیں تھا۔

وہ بہتر بہتر (72) گھنٹے ایک چھاگل پانی اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ موقع تھا جب گولڈہ مائیر کا انٹرویو نگار قائل ہو گیا کہ "تاریخ فتوحات گنتی ہے۔ دستر خوان پر پڑے انڈے، جیم اور مکھن نہیں!!

www.ahnafmedia.com

چراغِ محبت

.....حامد علی چغتائی

سیرت کا کون سا گوشہ ہے جس پر نہیں لکھا گیا؟ اور کون سا پہلو ہے جس پر نہیں کہا گیا؟ کون سی زبان جو مدحِ نبی ﷺ سے آرستہ نہ ہوئی ہو۔؟ یقیناً کوئی گوشہ، کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر خامہ فرسائی نہ کی گئی ہو، تعبیرات کے شہ پارے، خطابت کے شاہ کار، منظوم جواہر پارے کے ادیب، خطیب و شاعر دربار رسالت میں حاضری اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں، عبادت سمجھتے ہیں۔ انداز سب کا عاشقانہ، ہر ایک کا والہانہ، اس لیے نہیں کہ سیرت سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حاجت ہے کہ جمال سیرت تو ان سب سے مستغنی و بے نیاز..... تاہم لفظوں کے جس صدف کو ابرِ سیرت چھو گیا، وہ گوہر میں ڈھل گیا... ولکن مدحت مقالی بمحمد .... کیا کوئی زبان ایسی ہے جہاں ادب کی فضائیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ سلام کہتی ہوں، نہ پیار دیتی ہوں.... نہیں اور قطعاً نہیں۔

اس لیے حضور ﷺ کی سیرت کا ایک پہلو ہے محبوبیت و عقیدت کا دلوں میں آپ ﷺ کے احترام و عظمت کو، شاہ ہو کہ گدا، فقیر ہو کہ امیر، عاصی ہو کہ پاکباز، بندہ مومن کے دل میں ﷺ کی محبت کا چراغ روشن رہتا ہے۔ یہ چراغ؛ چراغِ محبت سرمایہ ملت بھی ہے اور سرمایہ ملت کا نگہبان بھی، گناہوں سے آلودہ معاصی کا خوگر، لاابالی و آورہ، ہر سو غفلت کے چھائے ہوئے اندھیروں میں گھرا ایک امتی۔ ختم الرسل کے سامنے جب نامِ محمد ﷺ آجائے تو اس کے آنکھوں میں عقیدت کا نور، محبت کا سرور جھلکنے لگتا ہے۔

آج ہم تذکرہ کرتے ہیں ایک شاہ حکمران کا اور ایک شاعر غم نوا کا۔

www.ahnafmedia.com

بادشاہ ناصر الدین محمود کے ایک خاص مصاحب کا نام محمد تھا۔ بادشاہ اسے اسی نام سے پکارا کرتا تھا ایک دن انہوں نے خلاف معمول اسے تاج الدین کہہ کر آواز دی وہ تعمیلِ حکم میں حاضر ہو گیا لیکن بعد میں گھر میں جا کر تین دن تک نہیں آیا۔ بادشاہ نے بلوا بھیجا تین دن تک غائب رہنے کی وجہ پوچھی؟ تو اس نے کہا آپ ہمیشہ مجھے محمد کے نام سے پکارا کرتے تھے لیکن اس دن آپ نے تاج الدین کہہ کر پکارا میں سمجھا کہ آپ کے دل میں میرے متعلق کوئی خلش پیدا ہو گئی ہے اس لیے تین دن حاضر نہیں ہوا۔ سلطان ناصر الدین محمود نے کہا: واللہ! میرے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کی کوئی خلش نہیں۔

میں نے جب بھی آپ کو محمد کہہ کر پکارا باوضو ہوا کرتا تھا اس دن جب آپ کو تاج الدین کے نام سے میں نے اس لیے پکارا تھا کہ اس وقت میرا وضو نہیں تھا اور مجھے محمد ﷺ کا مقدس نام بغیر وضو کے لینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

انہی سلطان ناصر الدین محمود کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دانشمند فصیح الدین دہلی آیا۔ دہلی کے بڑے بڑے علماء اس کے سوالوں کے جواب دینے سے عاجز آ گئے۔ ایک بار کسی مجلس میں دہلی کے پانچ عالم بیک وقت اس سے مباحثے میں شریک ہوئے اور تھوڑی ہی دیر میں پانچوں لاجواب ہو گئے۔ فصیح الدین نے فخر سے پوچھا، کیا دہلی یا گردونواح میں کوئی ایسا عالم ہے جس نے مجھ سے مباحثہ نہ کیا ہو؟ انہوں نے اسے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ اجودھنی کے متعلق بتایا اور وہ آپ کی خانقاہ تک پہنچ گیا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ اور کچھ دوسرے درویش موجود تھے۔ فصیح الدین نے بظاہر عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: شیخ! میرے ذھن میں کچھ مسائل الجھ کر رہ گئے ہیں۔ دہلی کے علماء نے ان کے جواب کیلئے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اس کے بعد اس نے سوچے سمجھے مسائل آپ کی

www.ahnafmedia.com

خدمت میں پیش کر دیے ۔

آپ نے اس کے سوال سنے اور کچھ جواب نہ دیا۔ آپ کے چہرے کو دیکھنے والا اندازہ لگا سکتے تھے کہ آپ غور و فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر فصیح الدین خوش ہونے کو ہی تھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے فرمایا، تمہارے مسائل تو بے حد سادہ ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اس کے سب مسائل کے جواب یوں بتا دیے جیسے وہ کوئی مسائل ہی نہ ہوں۔ فصیح الدین کا چہرہ اتر گیا کہ جب شاگرد ایسا ذہین ہے تو استاد کیسا ہو گا؟ وہ کچھ دیر تک نادم بیٹھا رہا اور پھر شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ پر ناراض ہوئے۔ تم درمیان میں کیوں بولے؟ کیا میں اس کے سوالوں کے جواب نہیں جانتا تھا؟ میں اس لئے خاموش تھا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔ تو نے دیکھا وہ کیسا شرمندہ ہو کر گیا؟ جب تک فصیح الدین کے دل سے شرمندگی کا غبار نہ دھلے گا تب تک میں تم سے ناراض ہوں ۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ گھبرا کر اٹھے اور فصیح الدین کا پتا پوچھتے اس سرائے تک جا پہنچے جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔ آپ کو دیکھ کر فصیح الدین خوش ہوا اور دیر تک آپ کے علم کی تعریف کرتا رہا۔ لیکن حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا، میں تو تم سے معافی مانگنے آیا ہوں۔ تمہاری وجہ سے مرشد مجھ پر ناراض ہیں۔ وہ حیران ہوا، اس میں ناراضگی والی کیا بات ہے؟

پیر و مرشد اس لئے ناراض ہوئے کہ اگر میں خاموش رہتا تو اہل مجلس جان لیتے کہ تم بے حد بڑے عالم ہو اور اس طرح تمہارا دل خوش ہو جاتا۔ یہ سن کر فصیح الدین کچھ لمحوں کیلئے تو جیسے سکتے میں آ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، سبحان اللہ! ایسا علم اور ایسا تحمل! کسی کا دل توڑنا گوارا نہیں۔ چاہے اپنی ذات پر حرف آ جائے۔

www.ahnafmedia.com

پھر آپ سے بولا، مجھے تم سے کوئی شکوہ نہیں۔ حضرت نظام الدین رحمہ اللہ نے پوچھا، کیا تم یہی بات پیر و مرشد کے سامنے کہہ سکتے ہو؟ میری خاطر یہ زحمت گوارا کرلو۔ میں تمہارا شکر گزار ہوں گا۔

فصیح الدین نے عجیب سے انداز میں آپ کی طرف دیکھا اور بولا، چلو! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اب اور مجھے جانا بھی کہاں ہے؟ پھر ہندوستان کا سب سے بڑا دانشمند بابا فرید رحمہ اللہ سے گذارش کر رہا تھا:

"شیخ! مجھے بھی غلامی کا شرف عطا کیجئے۔"

پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر فصیح الدین علم ظاہری کے مظاہرے سے تائب ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گیا۔

اب ایک شاعر کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

ہمارے ہاں کے تو رندانِ بلا نوش کا بھی حال یہ ہے کہ شراب کی ساری سرمستیاں اور نشہ کی تمام مدہوشیاں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دامانِ ادب ان کے لرزتے ہاتھوں سے چھڑانے میں بھی کامیاب نہیں ہوتیں۔ اور یہ "دیوانے" اپنے اس حال میں بھی "با محمد ہوشیار"! کا پاس نہیں بھولتے۔

شہرۂ آفاق شاعر اختر شیرانی رومانوی شاعری میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں ایک معروف نقاد نے کہا تھا کہ وہ وصل کی آرزو اس طرح کرتا ہے جس طرح بچہ ٹافی مانگتا ہے۔ مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ فرماتے ہیں کہ عرب ہوٹل میں ایک دفعہ بعض کمیونسٹ نوجوانوں نے جو بلا کے ذہین تھے، اختر شیرانی سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑ دی۔ وہ اس وقت تک شراب کی دو بوتلیں چڑھا چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے۔ تمام بدن پر رعشہ طاری تھا، حتیٰ کہ الفاظ ٹوٹ

www.ahnafmedia.com

ٹوٹ کر زبان سے نکل رہے تھے۔ ادھر اَنا کا شروع سے یہ حال تھا کہ اپنے سوا کسی کو نہیں مانتے تھے۔ جانے کیا سوال زیر بحث تھا۔ فرمایا مسلمانوں میں تین شخص اب تک ایسے پیدا ہوئے ہیں جو ہر اعتبار سے جینئس (Genios) بھی ہیں اور کامل الفن بھی۔ پہلے ابوالفضل، دوسرے اسد اللہ خاں غالب، تیسرے ابوالکلام آزاد۔ شاعر وہ شاذ ہی کسی کو مانتے تھے۔ ہمعصر شعرا میں جو واقعی شاعر تھا، اسے بھی اپنے سے کمتر خیال کرتے تھے۔

کمیونسٹ نوجوانوں نے فیض کے بارے میں سوال کیا، طُرح دے گئے۔ جوش کے متعلق پوچھا، کہا وہ ناظم ہے۔ سردار جعفری کا نام لیا، مسکرا دیے۔ فراق کا ذکر چھیڑا، ہونہہ ہاں کر کے چپ ہو گئے۔ ساحر لدھیانوی کی بات کی، سامنے بیٹھا تھا۔ فرمایا، مشق کرنے دو۔ ظہیر کاشمیری کے بارے میں کہا "نام سنا ہے۔" احمد ندیم قاسمی؟ فرمایا "میرا شاگرد ہے۔" نوجوانوں نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں، تو بحث کا رخ پھیر دیا۔

"حضرت! فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ نشہ میں چور تھے۔ زبان پر قابو نہیں تھا، لیکن چونک کر فرمایا: "کیا بکتے ہو؟"

"ادب و انشا یا شعر و شاعری کی بات کرو۔" کسی نے فوراً ہی افلاطون کی طرف رخ موڑ دیا۔ "ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟" ارسطو اور سقراط کے بارے میں سوال کیا، مگر اس وقت وہ اپنے موڈ میں تھے، فرمایا۔ "اجی پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں۔ یہ افلاطون، ارسطو یا سقراط آج ہوتے، تو ہمارے حلقہ میں بیٹھتے، ہمیں ان سے کیا؟ کہ ان کے بارے میں رائے دیتے پھریں۔"

اس لڑکھڑاتی ہوئی گفتگو سے فائدہ اٹھا کر ایک قادیانی نوجوان نے سوال کیا:

www.ahnafmedia.com

"آپ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

اللہ اللہ! ایک شرابی، جیسے کوئی برق تڑپی ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔

"بدبخت ایک عاصی سے سوال کرتا ہے۔ ایک سیاہ رُو سے پوچھتا ہے! ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟"

تمام جسم کانپ رہا تھا۔ ایکا ایکی رونا شروع کیا۔ گھگی بندھ گئی "تم نے اس حالت میں یہ نام کیوں لیا؟ تمہیں جرأت کیسے ہوئی...؟ گستاخ! بے ادب!!

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار!

اس شریر سوال پر توبہ کرو، تمہارا خبث باطن سمجھتا ہوں۔ خود قہر و غضب کی تصویر ہو گئے۔ اس قادیانی کو محفل سے اٹھوا دیا پھر خود اٹھ کر چلے گئے۔ تمام رات روتے رہے۔ کہتے تھے یہ بدبخت اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ ہمارا آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں، میں گنہگار ضرور ہوں لیکن یہ مجھے کافر بنانا چاہتا ہے۔

ایک مقام پر آقا کے حضور یوں مدح سرائی کرتے ہیں:

دنیائے ہست و بُود کو زینت تمہی تو ہو
اس باغ کی بہار کے ساماں تمہی تو ہو

دنیا کی آرزوئیں فنا آشنا ہیں سب
جو روح زندگی ہے وہ ارماں تمہی تو ہو

صبح ازل سے شام ابد تک ہے جس کا نور
وہ جلوہ زار حُسن درخشاں تمہی تو ہو

www.ahnafmedia.com

دُنیا و آخرت کا سہارا تمہاری ذات
دونوں جہاں کے والی و سلطان تمہی تو ہو

اخترؔ کو بے نوائیِ دُنیا کی فِکر کیا
ساماں طرازِ بے سر و ساماں تمہی تو ہو

عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور جھلک شیرانی کے مدحت حبیب میں ڈھلے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

اگر اے نسیمِ سحر ترا! ہو گزر دیارِ حجاز میں
مری چشمِ تر کا سلام کہنا حضورِ بندۂ نواز میں

تمہیں حدِ عقل نہ پاسکی فقط اتنا حال بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو نہاں ہے رنگِ مجاز میں

نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی ، نہ متاعِ امن و اماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملی ، تو ملی بہشتِ حجاز میں

عجب اک سُرور سا چھا گیا مری روح و دل میں سما گیا
ترا نام ناز سے آگیا مِرے لب پہ جب بھی نماز میں

کروں نذر نغمۂ جاں فزا میں کہاں سے اخترِ بے نوا
کہ سوائے نالۂ دل نہیں مرے دل کے غمزدہ ساز میں

www.ahnafmedia.com

آگ کی خندق

.....فائزہ کرن

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو بادشاہ سے بولا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میرے پاس کوئی لڑکا بھیج کہ میں اس کو جادو سکھلاؤں۔ بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکا بھیجا، وہ اس کو جادو سکھلاتا تھا۔ اس لڑکے کی آمدورفت کی راہ میں ایک راہب تھا (عیسائی درویش یعنی پادری تارک الدنیا)، وہ لڑکا اس کے پاس بیٹھا اور اس کا کلام سنا تو اسے اس کی باتیں اچھی لگیں۔ اب جادوگر کے پاس جاتا تو راہب کی طرف سے ہو کر نکلتا اور اس کے پاس بیٹھتا، پھر جب جادوگر کے پاس جاتا تو جادوگر اس کو (دیر سے آنے کی وجہ سے) مارتا۔

آخر لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا راہب سے گلہ کیا تو راہب نے کہا کہ جب تو جادوگر سے ڈرے، تو یہ کہہ دیا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو روک رکھا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے، تو کہہ دیا کر کہ جادوگر نے مجھے روک رکھا تھا۔

اسی حالت میں وہ لڑکا رہا کہ اچانک ایک بڑے درندے پر گزرا کہ جس نے لوگوں کو آمدورفت سے روک رکھا تھا۔ لڑکے نے کہا کہ آج میں معلوم کرتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور کہا کہ الٰہی اگر راہب کا طریقہ تجھے جادوگر کے طریقے سے زیادہ پسند ہو، تو اس جانور کو قتل کر تاکہ لوگ گزر جائیں۔

پھر اس کو پتھر سے مارا تو وہ جانور مر گیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا

www.ahnafmedia.com

راہب کے پاس آیا اس سے یہ حال کہا تو وہ بولا کہ بیٹا تو مجھ سے بڑھ گیا ہے، یقینا تیرا رتبہ یہاں تک پہنچا جو میں دیکھتا ہوں اور تو عنقریب آزمایا جائے گا۔ پھر اگر تو آزمایا جائے تو میرا نام نہ بتلانا۔ اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور ہر قسم کی بیماری کا علاج کرتا تھا۔ یہ حال جب بادشاہ کے مصاحب جو کہ اندھا ہو گیا تھا سنا تو اس لڑکے کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہنے لگا کہ یہ سب مال تیرا ہے اگر تو مجھے اچھا کر دے۔ لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا، اچھا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر تو اللہ پر ایمان لائے تو میں اللہ سے دعا کروں گا تو وہ تجھے اچھا کر دے گا۔

وہ وزیر اللہ پر ایمان لایا تو اللہ نے اس کو اچھا کر دیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تیری آنکھ کس نے روشن کی؟ وزیر بولا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا تیرا مالک کون ہے؟ وزیر نے کہا کہ میرا اور تیرا مالک اللہ ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور عذاب شروع کیا، یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا نام لے لیا۔

وہ لڑکا بلایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے بیٹا تو جادو میں اس درجہ پر پہنچا کہ اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور بڑے بڑے کام کرتا ہے؟ وہ بولا کہ میں تو کسی کو اچھا نہیں کرتا بلکہ اللہ اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑا اور مارتا رہا، یہاں تک کہ اس نے راہب کا نام بتلایا۔ راہب پکڑ لیا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا۔

اس کے نہ ماننے پر بادشاہ نے ایک آرہ منگوایا اور راہب کی مانگ پر رکھ کر اس کو چیر ڈالا، یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ وزیر بلایا گیا، اس سے کہا گیا کہ تو اپنے دین سے پھر جا، اس نے بھی نہ مانا اس کی مانگ پر بھی آرہ رکھا گیا اور چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا، اس سے کہا کہ اپنے دین سے پلٹ جا، اس نے بھی نہ انکار کیا۔

www.ahnafmedia.com

اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جا کر چوٹی پر چڑھاؤ، جب تم چوٹی پر پہنچو تو اس لڑکے سے پوچھو، اگر وہ اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، نہیں تو اس کو دھکیل دو۔ وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ پر چڑھایا۔ لڑکے نے دعا کی کہ الٰہی جس طرح تو چاہے مجھے ان کے شر سے بچا۔ پہاڑ ہلا اور وہ لوگ گر پڑے۔

وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ اس نے کہا کہ اللہ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔ پھر بادشاہ نے اس کو اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو ایک کشتی میں دریا کے اندر لے جاؤ، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو خیر، ورنہ اس کو دریا میں دھکیل دینا۔ وہ لوگ اس کو لے گئے۔

لڑکے نے کہا کہ الٰہی! تو مجھے جس طرح چاہے ان کے شر سے بچا لے۔ وہ کشتی اوندھی ہو گئی اور لڑکے کے سوا سب ساتھی ڈوب گئے اور لڑکا زندہ بچ کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تیرے ساتھی کہاں گئے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا۔

پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھے اس وقت تک نہ مار سکے گا، جب تک کہ جو طریقہ میں بتلاؤں وہ نہ کرے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا؟ اس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر کے مجھے ایک لکڑی پر سولی دے، پھر میرے ترکش سے ایک تیر لے کر کمان کے اندر رکھ، پھر کہہ کہ اس اللہ کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔ پھر تیر مار۔ اگر تو ایسا کرے گا تو مجھے قتل کرے گا۔

بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا، اس لڑکے کو درخت کے تنے پر لٹکایا، پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور تیر کو کمان کے اندر رکھ کر یہ کہتے ہوئے مارا کہ اللہ کے نام سے مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ تیر کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔

www.ahnafmedia.com

لوگوں نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ہم تو اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے مالک پر ایمان لائے۔ کسی نے بادشاہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! جس سے تو ڈرتا تھا وہی ہوا یعنی لوگ ایمان لے آئے۔

بادشاہ نے راستوں کے نالوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا۔ پھر خندقیں کھودی گئیں اور ان میں خوب آگ بھڑکائی گئی اور کہا کہ جو شخص اس دین سے (یعنی لڑکے کے دین سے) نہ پھرے، اسے ان خندقوں میں دھکیل دو، یا اس سے کہا جائے کہ ان خندقوں میں گرے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا، یہاں تک کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، وہ عورت آگ میں گرنے سے جھجکی (پیچھے ہٹی) تو بچے نے کہا کہ اے ماں! صبر کر تو سچے دین پر ہے (مرنے کے بعد پھر چین ہی چین ہے، پھر تو دنیا کی مصیبت سے کیوں ڈرتی ہے؟ (مختصر صحیح مسلم)

www.ahnafmedia.com

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

جہاز کا سفر

لکھ.....ذیشان عثمانی

جان ایف کینڈی ایئرپورٹ پر مسافروں کی ایک لمبی لائن میں لگا عبداللہ اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا، بھانت بھانت کے لہجے اور طرح طرح کے لوگ، ہر شخص لائن میں اپنی پوزیشن پر جم کر کھڑا تھا کہ جیسے عمر اِسی اِسپاٹ پر بِتا دینی ہے۔ کچھ لوگوں کے لئے قطار میں کھڑا ہونا ہی کامیابی ہے اور ایک عبداللہ جو منزل پر پہنچ کر بھی بے چین رہتا۔ کچھ مسافر منزل پر پہنچ کر کھو جاتے ہیں اور منزل انہیں ڈھونڈتی رہتی ہے تو کچھ راستے میں کھو جاتے ہیں اور منزل ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ پتہ نہیں دونوں میں سے کامیاب کون ہوتا ہے۔ مسافروں کی لائن میں ایک 80 سالہ بوڑھے بابا بھی تھے جو نیویارک سے انڈیا واپس جا رہے تھے۔ رنگ برنگی پوشاکوں اور گورے گورے جسموں کے درمیان وہ گاڑھے میں کمخواب اور لٹھے میں ململ کا پیوند معلوم ہو رہے تھے۔ وہ خود آگے بڑھے اور عبداللہ کو اپنی کتھا سنانے لگے، آہ کتنا کال ہے ہماری دنیا میں سننے والوں کا، وہ بھی شاید عبداللہ کے پاس اس لئے آ گئے کہ وہ مجمع میں واحد شخص تھا جو آنکھیں بند کئے خاموش کھڑا تھا کہ باقی سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ بابا گویا ہوئے، میں اپنے بیٹے سے ملنے آیا تھا حیدرآباد سے، وہ یہاں ڈاکٹر ہے، کچھ دن تو گھر میں رکھا پھر کہنے لگا کہ آپ کی کھانسی سے میری ولایتی بیگم کو اُلجھن ہوتی ہے، تو مجھے ایک ہوٹل میں شفٹ کر دیا، پہلے تو ہفتے میں 3، 4 بار ملنے آتا تھا مگر آج 22 دن ہوئے ملنے نہ آیا، بے چارہ بہت کام کرتا ہے مصروف ہو گیا ہو گا، ٹیکسی بھیج دی تھی ایئرپورٹ ڈراپ کرنے کے لئے، بس ایک بار ملاقات ہو جاتی تو اچھا تھا، پھر زندگی رہے نہ رہے۔

عبداللہ نے درد کی چبھن اپنی ریڑھ کی ہڈی میں محسوس کرتے ہوئے بات

www.ahnafmedia.com

بدلی، اچھا بزرگوار آپ کے پاس کوئی سامان نہیں ہے؟ اس لدے پھندے ہجوم میں تعجب کی بات ہے۔ بس بیٹا، کیا بتاؤں، بیوی نے کہا بیٹے کے پاس جارہے ہو کچھ لے کر جانے کی ضرورت نہیں، وہ بڑا آدمی ہے خیال رکھے گا، یہ ماؤں میں بیٹوں کی سخاوت کا سودا کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے، بیٹا، جس کے ساتھ ہمیشہ سے سلوک کیا اس کے آگے ہاتھ پھیلانے کو دل نہیں چاہتا۔ مجھ سے کچھ مانگا نہ گیا، اُس نے کچھ دیا نہیں۔ ویسے بھی 80 سال کی عمر میں خدا کے سِوا کون سنتا ہے۔ نہ اولاد، نہ لوگ، نہ ہی اپنے جسم کے اعضاء، نفس بھی گناہ کا بولیں نا تو جسم کہتا ہے بڑے میاں چپ رہو، اب ہمت نہیں ہے۔ زندگی روز مارتی ہے بیٹا، موت تو ایک بار مارے گی۔ عبداللہ نے اپنی آنکھ صاف کرتے ہوئے منہ دوسری جانب موڑ لیا اور چپکے سے کچھ سو ڈالر نکال کر بابا کے ہاتھ پر رکھ دیئے کہ جائیں تو بڑی بی کو دے دینا کہنا کہ بیٹے نے بھیجے ہیں۔

لائن تھوڑی سی آگے کھسکی تو عبداللہ کے پیچھے ایک خاتون نے جگہ بنائی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ ٹرالی میں رکھے بیگ زیادہ تھے یا ان کے بچوں کی تعداد۔ گفتگو سے اندازہ ہوا کہ دو چار دن کی آئی لگائی نہ تھی، 15 برس کی گھریتن بریتن، بیاہی، تِہائی 7 بچوں کی ماں تھیں۔ امریکہ میں رہتی تھیں اور پاکستان اپنے میکے جارہی تھیں۔ ابھی عبداللہ ان خاتون کے شکنجے سے نکل بھی نہ پایا تھا کہ یورپین لڑکیوں کا ایک گروپ برابر والی لائن میں آدھمکا۔ اس کی پوری لائن کے منہ اسی طرف ہوگئے، عورتوں نے منہ بنا کے رُخ بدل لیا تو مردوں نے عینک کے شیشے صاف کر کے بالوں پر ہاتھ لگا کے، بیوی بچوں سے نادانستہ کچھ قدم کا فاصلہ کر لیا۔

خدائی جنت کے دعوے اُس شیطانی جنت کے مقابلے میں جو نظروں کے سامنے جلوہ گر تھی کچھ مؤثر ثابت نہ ہو رہے تھے، کیا عجب بات ہے کہ شیطانی ٹولہ انسانی نفس پرستی کے تمام اسباب نقد فراہم کر رہا ہو اور بندہ خدائی فوجداروں کی سن

www.ahnafmedia.com

لے جو زندگی کے ہر لطف کی دستیابی موت سے شروع کرتے ہیں۔ صحرا کے پیاسے کو پانی کے پیالے سے یہ کہہ کر جدا کرنا کہ زہر آلود ہے اور منزلِ مقصود پر حوریں پانی کے چشموں پر انتظار کر رہی ہیں بڑا مشکل کام ہے۔ عبد اللہ نے بھینچ کر آنکھیں بند کر لیں مگر آنکھ بند کرتے ہی نفس کی آنکھ کھل گئی تو اس نے گھبرا کر پھر آنکھیں کھول دیں۔ ابتک اس کی باری آچکی تھی، بورڈنگ پاس لیا اور جہاز میں سوار ہو گیا۔

وہ سوچنے لگا کہ جہاز کا سفر زندگی سے کتنا قریب تر ہے۔ سب لوگوں کی منزل ایک ہی ہے لیکن اس کے باوجود سب کی اُمنگیں، احساسات، جذبات اور اِرادے الگ، جہاز آسمان کی طرف بلند ہوا، لوگ چھوٹے ہوتے چلے گئے، بلڈنگیں چھوٹی ہو گئیں، گاڑیاں چھوٹی ہو گئیں اور پھر بادل آگئے اور شہر اور اس کی رونقیں سب سمٹ گئیں۔ ایسے کہ جیسے دریا کوزہ میں بند ہو جاتا ہے۔ عبد اللہ سوچنے لگا کہ تکبر کے ماروں کو جہاز کا سفر ضرور کرنا چاہئے، اپنی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے۔ جب اللہ پاک کائنات کو دیکھتے ہوں گے تو اس میں دنیا ذرّہ کے برابر بھی نہیں ہو گی، اس میں ایک چھوٹا سا ملک، ایک اور چھوٹا سا دارالحکومت اور ایک نظر نہ آنے والا انسان کتنا مضحکہ خیز منظر ہوتا ہو گا جب وہ خدائی کا دعویٰ کرے، اِسلام کو مٹانے کے منصوبے بنائے، یا ظلم کرے اور سمجھے اس کا ہاتھ روکنے والا کوئی نہیں۔ عادی ظالموں کے اس ملک میں جہاز کا سفر لازمی قرار دے دینا چاہئے۔

عبد اللہ کی سوچوں کو ایئر ہوسٹس کی آواز نے توڑا، کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ عبد اللہ سوچنے لگا کہ عزت و احترام کے ساتھ کھانا بھی بے شک اللہ کی بڑی نعمت ہے، کتنے ہی لوگ ہیں جو اس کھانے پر روز ذلیل ہوتے ہیں، قطار میں لگتے ہیں، لنگر جاتے ہیں یا کھانے کے انتظار میں بھوکے ہی رہ جاتے ہیں اور کتنی عجیب بات ہے کہ بندہ آسمانوں میں رزق کھاتا ہے۔ ہوائی میزبان اتنے اچھے ہوتے ہیں تو وہ میزبان کتنے اچھے

www.ahnafmedia.com

ہوں گے جو اللہ مقرر کرے گا۔ عبد اللہ کی آنکھیں شکر میں نم ہوتی چلی گئیں اور گوری ٹانگیں دِیدوں سے دُھلتی گئیں۔ جہاز میں سب سو چکے تھے، انڈیا والے بابا، پاکستان والی بیگم صاحبہ اور یورپ کی لڑکیاں، سب سو رہے تھے، محمود و ایاز سب برابر تھے، اگر کچھ ہو جائے تو سب کا انجام ایک سا ہو گا، قبر میں بھی سب سوئے ہوں گے مگر سب کا انجام مختلف ہو گا، عبد اللہ نے جھر جھری لی۔ اتنے میں ایک بچے کی رونے کی آواز نے ماحول میں صُور پھونکا۔ بہت سے لوگ نیند سے اُٹھ گئے اور دل ہی دل میں معصوم بچے اور اس کی ماں کو کوسنے لگے۔ عبد اللہ نے بچے کے لئے دعا مانگی۔

جہاز کی آخری سیٹوں پر ایک 30 سالہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا، اُسے شاید کوئی بیماری تھی، رعشہ بھی تھا، وہ مسلسل ہل رہا تھا اور ہر 10 سیکنڈ بعد اس کے منہ سے ایک عجیب اور زوردار آواز نکلتی جس پر اس کا کنٹرول کوئی نہیں تھا، مسافروں نے لڑ لڑ کر ایئر ہوسٹس سے اپنی سیٹیں آگے کروائیں کہ اس مصیبت سے جان چُھوٹے۔ عبد اللہ سوچنے لگا کہ اگر اللہ ہر انسان کو پروگرام کر دیتا کہ ہر 10 سیکنڈ میں اللہ بولنا ہے ورنہ اسی طرح مر جاؤ گے جیسے سانس نہ لینے سے مر جاتے ہو تو بندہ کیا کر لیتا، عبد اللہ کو خون کی رفتار بڑھتی محسوس ہوتی جیسے دل کہہ رہا ہوں لا الہ الا اللہ، الگ الگ اِسٹاپ آتے گئے اور مسافر بدلتے چلے گئے، انڈیا والے بابا، یورپ کی لڑکیاں سب اپنی اپنی منزل پر اُتر گئے۔ جہاز نے زمین کی طرف سفر شروع کیا، بے شک ہر شے نے زمین میں ہی جانا ہے۔ اسلام آباد ایئرپورٹ پر تمام مہذب لوگوں کی قلعی کھُل گئی، ہٹو بچو کا شور، سیکورٹی، پروٹوکول، عبد اللہ کو لگا کہ لگیج بیلٹ پر سامان نہیں شیطانی اقدار آ رہی ہوں جو ہر بندہ جھپٹ کر اُٹھا رہا ہو، تکبر کا بیگ، رعونت کا ہینڈ کیری، تعصب کا اسٹالر، نفرت کی پیٹی، دکھاوے کا بستہ، اور فریب کا بکسہ، عبد اللہ نے بندگی اور درگزر کا بیگ اُٹھایا اور خاموشی سے ائیرپورٹ سے باہر کی جانب چل دیا۔

www.ahnafmedia.com

ترقی، تبدیلی اور محنت !!

✍.....انعم نور

دوسری جنگ عظیم سے پہلے جاپانی خود کو دنیا کی بہترین قوم سمجھتے تھے، وہ خود کو سورج دیوتا کی اولاد سمجھتے تھے اور ان کا نعرہ تھا جنوبی ایشیاء صرف جاپانیوں کے لیے ہے، وہ 1973ء سے 1945ء تک اسی جذبے کے تحت لڑتے رہے اور اس میں انہیں کچھ کامیابیاں بھی ملیں، مثلاً انہوں نے منیلا، سنگاپور اور رنگون کے بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا، لیکن تقدیر کچھ اور ہی کرنا چاہتی تھی۔ امریکہ نے اگست 1945ء میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر بم برسائے اور جاپانیوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اہل جاپان کے لیے یہ بہت بڑا صدمہ تھا اور احساس تفاخر کی گود میں پلی قوم کے لیے شکست تسلیم کرنا ناممکن تھا۔ دوسری طرف تقدیر اپنا فیصلہ سنا چکی تھی۔ 14 اگست 1945ء کی شام شاہِ جاپان آن ائیر ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم کے نام ریڈیو پر ایک پیغام نشر کیا کہ ”ہم اپنی آنے والی نسلوں کے لیے ایک عظیم امن کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں، ہم انہیں ایک ایسا ملک دینا چاہتے ہیں جو امن کا علمبردار ہو، جس کی بنیادیں اقتصادی خود مختاری پر رکھی گئی ہوں اور جو ساری دنیا کے لیے ایک مثال ہو۔ اس کے لیے ہمیں سخت محنت کرنا پڑے گی، ہمیں اپنے احساسِ برتری سے نکلنا ہو گا، ہمیں آنے والی دنیا کو حقیقت کی نظر سے دیکھنا ہو گا اور ہمیں اپنی موجودہ شکست کو تسلیم کرنا ہو گا، آج ہمیں وہ برداشت کرنا ہے جو ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے، اور آج ہمیں وہ تسلیم کرنا ہے جو ہمارے دل و دماغ تسلیم نہیں کرنا چاہتے۔“ جیسے ہی یہ پیغام نشر ہوا جاپانی قوم دھاڑیں مار کر رونے لگی، ان کے لیے یہ پیغام موت سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ کئی جاپانیوں نے اپنے آپ کو اسی غم میں ہلاک کر لیا۔

www.ahnafmedia.com

ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی کے بعد جاپان بالکل بدل چکا تھا، ساری صنعتیں تباہ ہو چکی تھیں، ملیں اور فیکٹریاں ملبے کا ڈھیر بن چکی تھیں، لاکھوں لوگ موت کی وادی میں جا چکے تھے، ہزاروں جاپانی زندگی اور موت کی کشمکش میں تھے، کنویں زہر آلود تھے، ہوا زہریلی گیسوں کا مرکب بن چکی تھی، اور پورے جاپان میں موت کا راج تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب جاپانیوں نے اپنے احساس برتری سے نکل کر حقیقت کی آنکھ سے دیکھنا شروع کیا، انہوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی، اور وہ ایک نئے جاپان کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے۔

اس کے بعد جاپانیوں نے اپنی تمام تر توجہ سائنس، ٹیکنالوجی، اور اقتصادیات کی طرف موڑ دی، اور تقریباً ہر جاپانی نے اپنے گھر میں چھوٹی سی فیکٹری لگائی اور مصنوعات تیار کرنا شروع کر دیں، وہ لوگ سولہ سولہ گھنٹے کام کرنے لگے، انہوں نے اپنا نظام تعلیم درست کیا، نیا سلیبس ترتیب دیا، ذہین طلباء کو امریکہ اور یورپ کی اعلیٰ یونیورسٹیوں میں تعلیم کے لیے بھیجا، پرائمری کے اساتذہ کی تربیت کی، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنایا اور پوری جاپانی قوم نے امانت، دیانت، وقت کی قدر اور وطن کی محبت کو اپنا ماٹو بنالیا۔ اور اس طرح پھر صرف تیس سال بعد ہیروشیما اور ناگاساکی پھر سے جاپان بن گئے۔ جاپانی مصنوعات امریکی، یورپی اور ایشیائی منڈیوں میں راج کرنے لگیں اور الیکٹرونکس اور آٹو موبائل کے شعبے میں جاپان دنیا کا امام بن گیا۔ خود امریکی اپنے ملک کی چیزیں چھوڑ کر جاپانی مصنوعات کو ترجیح دینے لگے۔

1945ء کے بعد جاپان امریکہ کا مقروض ہو گیا تھا لیکن اب امریکہ جاپان کا اربوں ڈالر کا مقروض ہے، اور آج کہا جاتا ہے کہ جاپان سب سے بڑا مہاجن اور امریکہ سب سے زیادہ مقروض ملک ہے۔ ایک دور میں امریکی کمپنی آئی بی ایم کمپیوٹر کی دنیا میں سب سے آگے تھی مگر آج جاپانی کمپنیوں نے آئی بی ایم سے کہیں بہتر کمپیوٹر

www.ahnafmedia.com

مارکیٹ میں لاکر رکھ دیے ہیں۔

آج ہمارا ملک پاکستان بے شمار سنگین بحرانوں کا شکار ہے، ہماری حکومتیں اور عوام ترقی کی راہ کی بجائے پستی کی جانب گامزن نظر آرہی ہیں، قوم کا ہر فرد قریباً ایک لاکھ روپے کا مقروض ہے، ہمارا حل بھی یہی ہے کہ ہم جاپانیوں کی طرح اپنی غلطیوں کو تسلیم کریں، پوری قوم تصورات سے باہر نکلے، ہمیشہ حقیقت کی آنکھ سے حالات کا مشاہدہ کریں، اور آئندہ بیس تیس سال کی اقتصادی پالیسی وضع کرکے جاپانیوں کی طرح اس میں جت جائیں۔ جب تک قوم کا ہر فرد اس دوڑ میں شامل نہیں ہوگا تب تک تبدیلی نہیں آئے گیاور جب تک پاکستان کا ہر شہری خود کو اقتصادی طور پر مضبوط نہیں کرے گا تب تک یہ ملک مضبوط نہیں ہوگا۔ جب تک ہماری حکومت چھوٹی صنعتوں کو فروغ نہیں دے گی، تب تک ہمارا کسان، مزدور، معمار، لوہار اور کاریگر خود مختار نہیں ہوسکیں گے۔ جاپانیوں کی طرح ہمارے ہاں بھی گھروں میں فیکٹریاں لگانا ہوں گی، ہمارے نوجوان سڑکوں پر گھومنے اور چوکوں چوراہوں پر محفلیں سجانے کے بڑے ماہر ہیں، یہ ہر وقت شارٹ کٹ کے چکر میں رہتے ہیں، ان کی سوسائٹی میں کام اور صرف کام کے کلچر کو پروموٹ کرنا ہوگا۔ اگر ہم، ہمارے حکمران اور ہمارے عوام واقعی چاہتے ہیں کہ ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک سے جان چھڑا کر اقتصادی طور پر خود مختار ہوجائیں تو ہمیں آئندہ بیس تیس سال کے لیے نظریاتی طور پر جاپانی بننا ہوگا۔ اگر ہم نے اب بھی اقتصادی طور پر خود مختار ہونے کا فیصلہ نہ کیا تو پھر یہ نظام ایسے ہی چلتا رہے گا، نہ بجلی کا بحران ختم ہوگا، نہ اقتصادی خوشحالی آئے گی اور نہ دہشت گردی کا جن بوتل میں بند ہوگا، اور ہم کبھی بھی ترقی یافتہ قوم نہیں بن سکیں گے۔ ملکی اور معاشرتی ترقی کے لیے حکومت اور عوام سب کو اپنے اپنے حصے کا کام کرنا ہوگا۔ ترقی کے لیے تبدیلی اور تبدیلی کے لیے محنت ضروری ہے۔

www.ahnafmedia.com

صورت کے دیوانے لوگ

✍.....مہوش اختر

مہمانوں کے آنے میں بہت کم وقت رہ گیا تھا اور وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح دیوار پر لگے شیشے میں خود کو ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کبھی آئینے کے قریب جاتی تو کبھی دور، کبھی بال کھولتی ہے تو کبھی باندھتی ہے، کبھی مسکراتی ہے تو کبھی ایک دم سنجیدہ ہو جاتی ہے۔ یہ سب کرتے ہوئے نہ جانے کتنے آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر زمین میں جذب ہو گئے تھے۔ آج بھی تیار ہوتے ہوئے وہ سوچ رہی تھی کہ آخر کب تک؟ اماں کے چہرے پر آج بھی ہمیشہ کی طرح پریشانی اور غصے کے ملے جلے تاثرات تھے، اماں کا بھی کیا قصور؟ اگر میں بھی خوبصورت ہوتی تو آج یہ سب نہ ہوتا، مہمانوں کے سامنے چائے کی ٹرے رکھتے ہی اس کے آگے سوالات کی برسات کر دی جاتی، جن کے جوابات وہ ہمیشہ سے ہی بڑی روانی کے ساتھ دیتی آئی تھی۔ لیکن افسوس پھر بھی پاس نہیں ہوتی تھی۔ رات گئے فون کی گھنٹی بجی اور اماں کے چہرے پر مایوسی کا رنگ دیکھ کر وہ سمجھ گئی تھی، کہ لڑکے والوں نے انکار کر دیا ہے۔ وہ آج بھی ری جیکٹ کر دی گئی تھی، صرف اس لئے کہ وہ ایک عام شکل و صورت کی گھر داری میں ماہر پڑھی لکھی لڑکی تو ہے لیکن مس یونیورس جیسی خوبصورت نہیں، ناز، انداز اور ادا، اس میں مفقود ہے۔ یہ وہ کہانی ہے جو آج ہمیں اپنے ''سو کالڈ'' تعلیم یافتہ معاشرے کے ہر دوسرے گھر میں نظر آتی ہے۔ آپ کا تعلق چاہے کسی بھی طبقہ سے ہو اگر آپ بیٹی والے ہیں تو آپ کو بھی اس کہانی کا کردار بننا ہی پڑے گا۔ کہتے ہیں بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں لیکن در حقیقت صرف اپنی بیٹی ہی اپنی ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے کی یہی تو روایت ہے کہ اپنی بیٹی جان سے پیاری اور دوسرے کی بیٹی کی تو جان ہی لے لو!

www.ahnafmedia.com

آپ کسی کی بیٹی میں خامیاں نکالو اور بدلے میں اس بدی کا بدلا نیکی تصور کرو تو یہ سراسر بیوقوفی ہے۔ ہم آج کس مذہب کی اقدار لے کر چل رہے ہیں کہ جہاں ماں باپ کو اپنی بیٹی کو اس کے گھر کا کرنے کے لئے سجا سنوار کر ہر طرح کی سوچ رکھنے والے لوگوں کے آگے پیش کرنا پڑتا ہے۔ سوشل میڈیا پر اکثر اوقات ایک لطیفہ میری نظر سے گزرتا ہے کہ "خود کا بیٹا چاہے بھوسی کا ٹکڑا ہو لیکن بہو چاند کا ٹکڑا چاہیے۔"

ہمارے معاشرے میں عام تصور یہی ہے کہ لڑکے کی صرف نوکری، تعلیم اور گھر دیکھا جاتا ہے شکل و صورت نہیں۔ تو کوئی یہ بھی بتادے کہ پھر لڑکیوں کا کیا قصور ہے؟ اس صنف کے ساتھ دہرا معیار کیوں؟ لڑکیوں کا رنگت، صحت اور صورت کیوں دیکھی جاتی ہے؟ اور سیرت، گھرداری، سلیقہ اور اخلاق کو کیوں نظر انداز کر دیا جاتا ہے؟ اس معاشرتی صورتحال نے لڑکیوں سمیت ان کے والدین کو بھی نااُمید اور نڈھال کر دیا ہے۔ نہ جانے ہمارے معاشرے میں یہ گھر گھر جا کر، کھاپی کر اور تنقید کر کے گھر کی عزت لانے کا رواج کہاں سے آیا ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس امر کو فوری طور پر درستگی کی ضرورت ہے اور یہ اُسی وقت ممکن ہے جب ہماری سوچ تبدیل ہو گی۔

اگر لڑکے والے لڑکی کے گھر ملکہ حُسن تلاش کرنے کے بجائے بہو تلاش کرنے کی نیت سے جائیں اور یہ سوچ لیں کہ اگر آج وہ کسی کی بیٹی پر تنقید کریں گے تو کل کو ان کے اپنے گھر کی بیٹی بھی اس چیز کا نشانہ بن سکتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ یہ خیال ان کی پس ماندہ سوچ کو اتنا اونچا تو کر ہی دے گا کہ وہ کسی بھی لڑکی کو اس کے گہرے رنگ، عام شکل و صورت اور قد کاٹھ کی بنیاد پر ریجیکٹ کرنے سے پہلے 10 بار سوچیں گے۔ خوبصورتی ہی سب کچھ نہیں ہوتی ہے اصل میں انسان کو اچھے اخلاق، کردار اور سیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔

www.ahnafmedia.com

اخوّت و ایثار

عبداللہ فاروق.....

"مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں" یہ فلسفہ ؛رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض بتایا ہی نہیں بلکہ عمل کر کے دنیا کو دکھایا بھی ہے۔ اور ہجرت کے بعد تمام مسلمانوں میں مساوات قائم کی ایک دوسرے کا بھائی بنایا تا کہ ایک مسلمان مشکل میں دوسرے مسلمان بھائی کی مدد کرے۔ یہ ہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم۔

کل رات میں نے ایک ایکسیڈنٹ کی ویڈیو دیکھی جس میں بائک کے دو حادثے دکھائے گئے تھے ایک میں حادثے کے بعد لڑکے کی ہاتھ کی ہڈی نظر آرہی تھی اور ایک اور حادثے میں پاؤں کٹ گیا تھا اور وہ لوگوں کو مدد کے لئے بلا رہا تھا میں نے دیکھا سب لوگ وہاں کھڑے ویڈیو بنا رہے ہیں، کوئی تصاویر بنا رہا ہے لیکن اُن زخمیوں کو اُٹھا کر ہسپتال وغیرہ پہنچانے کے لئے کوئی نہیں آیا۔ سب دور سے کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے اور یہ پہلا موقع نہیں ہے اکثر میں نے دیکھا ہے لوگ صرف تماشا دیکھتے ہیں مدد کرنے کوئی آگے نہیں آتا۔

ہم کو خوف ہوتا ہے کہیں ہمارے خلاف کوئی بات نہ ہو جائے ،لوگوں کا خوف ہے اللہ کا خوف نہیں ہے، اللہ پر اعتماد کریں اگر آپ صحیح ہیں تو بچانے والی ذات موجود ہے۔

ہابیل کو قابیل نے مارا اللہ نے ہابیل کا نام تا قیامت زندہ کر دیا، نمرود نے حضرت ابراھیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں ڈالا اللہ نے آگ کو گلزار بنا دیا، فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی میں ڈبونا چاہا اللہ نے فرعون کو عبرت کا نشان بنا دیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو

www.ahnafmedia.com

کنوئیں میں دھکا دے دیا بچانے والی ذات نے اُن کو مصر کا عزیزِ مصر کو بنا دیا۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مارنے والا جتنی بھی کوشش کرے مگر آپ اگر حق پر ہیں تو کوئی بھی طاقت آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، تصاویر لیں، ویڈیوز بنائیں، سیلفیاں لیں لیکن یہ دیکھ لیں اس وقت اہم یہ کام ہے یا کوئی اور؟ میں ایک سوال کرتا ہوں جواب آپ اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ "نماز کا وقت نکل رہا ہے اگر میں نے نماز نہیں پڑھی تو نماز قضا ہو جائے گی اور ایک طرف ایک مسلمان چلا چلا کر مدد کے لئے پکار رہا ہے اب ہمیں کیا کرنا چاہیے نماز پہلے پڑھیں یا اُس مسلمان کی جان پہلے بچائیں" جواب آپ اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا کرنا ہے؟

میں اپنے مسلمان بھائیوں سے گذارش کروں گا کہ ذرا سوچیں اگر اُن زخمیوں میں خدانخواستہ آپ کی والدہ ہوں، والد ہوں، اولاد ہو، بہن ہو، تو کیا آپ پھر بھی اسی طرح ویڈیوز بنائیں گے یا فوراً ہسپتال پہنچائیں گے، ہم لوگ دوسروں کی فکر نہیں کرتے اپنی فکر میں لگے رہتے ہیں اگر ہماری بہن کو کوئی دیکھے تو غصہ آتا ہے اور اگر ہم کسی اور کی بہن کو دیکھیں تو خوش ہوتے ہیں۔ آخر کیوں؟ آج اگر میری بہن پر، میری ماں پر، میری بیٹی پر کسی نے بری نظر ڈالی ہے تو کل میں نے بھی کسی کی ماں بہن اور بیٹی پر بری نظر ڈالی ہو گی۔ خدارا سمجھیں دوسروں کا درد بھی اپنا درد سمجھیں، ہم سب آپس میں بھائی ہیں ایک دوسرے کی مدد کی عادت ڈالیں، اس بات کو سمجھیں اگر کسی کی اولاد روئے تو سر میں درد ہوتا ہے اور اگر ہماری اولاد روئے تو دل میں درد ہوتا ہے آخر کیوں؟ کب تک ہم اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر تماشا دیکھتے رہیں گے؟ آخر کب ہم کہیں گے کہ ہمارا خدا ایک ہماری کتاب ایک ہمارا دین ایک ہے۔ آخر کب ہم اتحاد کی فضا قائم کریں گے۔ آخر کب ہمارے دلوں میں خدا کا خوف جاگے گا۔ زندگی میں یہ خوف جاگ گیا تو پھر تو صحیح ہے۔ مرنے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

www.ahnafmedia.com

موبائل سگنلز کا جال

✍.....ناصر محمود

میں کافی دیر شہد ڈھونڈتا رہا۔ خالص شہد، پھر مجھے اندازا ہوا کہ خالص شہد ناپید ہوتا جارہا ہے۔ تو میں شہد کی مکھی کی طرف آیا۔ اس آیت میں ٹھوس شے وہی تھی۔ مجھے اس دوران ایک دلچسپ ریسرچ ملی۔ گو کہ کچھ لوگ اس تحقیق کو نہیں مانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ شہد کی کمی کی وجہ biopestides کا بے دریغ استعمال ہے۔ لیکن میں اس تحقیق کو مان سکتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اس آیت میں اور اس میں لنک نظر آتا ہے۔ کہنے کے ساتھ اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور اس کی تاریک اسکرین کمرے میں دکھائی دی۔ شہد کیوں ناپید ہوتا جارہا ہے، اس کی وجہ ہے یہ چیز۔ نہیں، بلکہ اس کے گرد چکراتا، ان دیکھا موبائل سگنل۔" یہ موبائل سگنل بہت عجیب چیز ہے۔

آپ دنیا کے کسی کی کونے میں ہوں۔ کوئی آپ کو فون کرے تو یہ آپ کو ڈھونڈ لیتا ہے۔ عین آپ کے کان کے قریب آ بجتا ہے۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ جگہ جگہ اونچے ٹاورز لگے ہوتے ہیں۔ جن سے جڑا نادیدہ لہروں کا جال پوری دنیا میں بچھا ہے، یہاں تک کہ دنیا ان ہی کے جال میں پھنسی ہوتی ہے، مگر یہ بری بات نہیں ہے۔ سیل فون ایک ضرورت ہے۔ ٹیکنالوجی ہے۔۔۔ لیکن۔

لیکن ہوا یوں کہ شہد کی مکھی اللہ کے حکم پہ دور پہاڑوں، درختوں میں اپنا گھر بنا لیتی ہے۔ وہ سارا دن باہر پھرتی ہے۔ ہر پھول، پھل پہ بیٹھتی ہے۔ اس کا رس لیتی ہے۔ اور پھر واپس اپنے گھر جاتی ہے اور۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہیں رک جائیں۔ کیونکہ جب بچپن میں آپ نے یہ عمل پڑھا تھا، تب شہد کی مکھیاں گھروں کو لوٹتی تھیں، مگر آج 2015ء میں ایسا نہیں ہوتا۔ وجہ ہے۔۔ موبائل سگنل۔۔۔ جب مکھی گھر سے نکلتی ہے

www.ahnafmedia.com

تو اس کو اپنے گھر کا راستہ مقناطیسی لہروں کی مدد سے یاد رہتا ہے۔وہ پھولوں پہ اور پھلوں پہ بیٹھتی ہے۔اور رس چوس کر واپس گھر کی طرف اڑ جاتی ہے۔

لیکن درمیان میں موبائل سگنل کی لہروں کا جال بچھا ہوتا ہے۔شہد کی مکھی جب کسی سگنل کی لہر سے ٹکراتی ہے،تو مقناطیس فیلڈ متاثر ہوتی ہے۔یوں سمجھیں وہ چکرا کے رہ جاتی ہے۔اور کنفیوژ ہو جاتی ہے۔

اس ٹکر سے وہ سمت کا تعین کھو دیتی ہے۔وہ اپنے گھر کا راستہ بھول جاتی ہے۔اور پھر ماری ماری ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑتی ہے،اور یونہی بھٹک بھٹک کر کہیں گر کے مر جاتی ہے۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ گھر لوٹنے والی مکھیوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔۔۔اور جب مجھے یہ معلوم ہوا تو میں نے سوچا۔۔کہ یہ آیت نحل ہے۔اتنی اہم آیت جس میں سورہ کا نام لکھا ہے،تو شہد کی مکھی کی مثال بیان کرنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"۔۔۔تب مجھے احساس ہوا کہ یہ موبائلز ہماری دنیا سے مٹھاس کیسے غائب کر رہے ہیں۔؟

کتنی ہی پیاری اور اچھی لڑکیاں۔جنہوں نے شہد سے میٹھے گھر بناتے تھے،وہ روز گھر سے نکلتی ہیں،پھولوں،رنگوں اور خوشبوؤں کی آس لے کر،آسان راستوں پہ چلتی ہیں۔مگر پھر۔۔۔درمیان میں یہ موبائل سگنلز آجاتے ہیں۔اور ان کے راستے مشکل ہو جاتے ہیں۔وہ کنفیوژ ہو جاتی ہیں۔کسی نامحرم سے فون پہ بات کرنے کے لیے ڈھیروں دلیلیں گھڑتی ہیں،فتوے دیتی ہیں۔کزن بھی تو بھائی ہوتا ہے۔اسلام اتنا بھی سخت نہیں،میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہی۔وغیرہ وغیرہ۔

اور اسی کرب اور تکلیف میں وہ گھر کا راستہ بھول جاتی ہیں۔وہ دربدر بھٹکتی رہتی ہیں۔انہوں نے تو آسان راستوں پہ چلنا تھا،اپنے دلوں میں موجود قرآن اور نور

www.ahnafmedia.com

سے، لوگوں کو شفا دینی تھی اپنے ٹیلنٹ اور پوٹینشل کو میٹھے کاموں کے لیے استعمال کرنا تھا، مگر یہ موبائل سگنلز ان کو بیمار کر دیتے ہیں۔ مرض عشق بہت موذی ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی اس میں مبتلا ہے تو یاد رکھیے۔

اس مرض کی شفا ہے۔ لیکن اس مرض سے شفا کے لیے پہلے آپ کو اپنے راستے بدلنے ہوں گے۔ وہ مشکل راہیں جن میں کرب ہے، پکڑے جانے کا خوف ہے۔ ان کو ترک کرنا ہو گا۔ مگر اتنا یاد رکھیے گا۔

کہ جو آپ کے نصیب میں ہے وہ آپ کو ضرور ملے گا، چاہے حرام سے چاہے حلال سے، لیکن اگر آپ اسے حرام سے لینے کی کوشش کریں گے تو اللہ آپ کے حلال کی لذت چھین لے گا۔ کچھ میاں بیوی پسند کی شادی کے باوجود بڑی ناخوشگوار زندگی گزار رہے ہیں۔ کبھی سوچا ہے کیوں؟

کیونکہ وہ شادی سے پہلے سب حرام لے چکے ہوتے ہیں۔ جو بعد میں ان کو مل ہی جانا تھا۔ اس لیے ان کے حلال کی مٹھاس ختم ہو جاتی ہے۔ آپ کسی کے ساتھ بھلے اپنے منگیتر کے ساتھ ہی سیل فون پہ انوالوڈ ہیں۔

تو اتنا یاد رکھیں کہ محرم اور نامحرم کے قوانین آپ کی دلیلوں اور حیلوں بہانوں سے نہیں بدل سکتے۔ جو غلط ہے وہ غلط ہے۔ آپ جتنا حرام لیں گے اتنا حلال کھوتے جائیں گے۔ لیکن اس کے برعکس اگر آپ حرام چھوڑ دیں گے جس چیز سے منع کیا جا رہا ہے اس کو اللہ کے لیے ترک کر دیں گے۔ تو اللہ وہی چیز کچھ ہی عرصے میں آپ کو حلال بنا کر دے گا۔

یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ امام ابن القیم نے سات سو برس پہلے کہا تھا، آپ جو بھی اس کی راہ میں صدقہ کریں، یا قربانی کریں تو وہ اس کو کئی گناہ برکت دے کر آپ کو لوٹا دیتا ہے۔

www.ahnafmedia.com

استحکامِ پاکستان میں مدارس کا کردار

..... محمد طیب گجر، ٹوبہ

آج کل پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر لکھا اور کہا جارہا ہے کہ مدارس دہشت گردی اور فرقہ واریت کی تعلیم دے رہے ہیں۔ دہشت گردی کی بُو مدارس سے آرہی ہے برائی کی جڑیں مدارس میں ہیں یہ اور اس طرح کے دیگر حقائق سے برعکس جملے نشتر بن کر اہل مدارس کے دلوں کو چھلنی کر رہے ہیں۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح دنیا پر عیاں ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مدارس اور ان میں پڑھنے والے لاکھوں طلباء مذہبی، سیاسی، تاریخی اور تہذیبی حوالے سے پاکستان کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ مدارس ہی ہیں جنہیں بلا مبالغہ پاکستان کی سب سے بڑی غیر سرکاری تعلیمی این جی او ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہزاروں مدارس لاکھوں طلباء کو بغیر کسی حکومتی فنڈ کے مفت تعلیم، رہائش، کھانا اور دوسری ضروریات زندگی فراہم کرتے ہیں۔ طلبہ کو پڑھنے کے لیے کتابیں بھی بلا معاوضہ مستعار دی جاتی ہیں۔ آج مدارس میں جدید ترین سہولتوں سے لے کر اعلیٰ ترین تعلیم کے ڈپارٹمنٹ موجود ہیں۔ تمام مدارس میں میٹرک تک عصری تعلیم لازم ہے، درسِ نظامی کے نصاب میں تفسیر، حدیث، فقہ، سمیت آٹھ سال کے عرصہ میں ایک درجن سے زائد علوم و فنون کی تقریباً پچاس قدیم و جدید کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ اہل السنت والجماعت احناف دیوبندی مدارس کے اس نصاب میں نصف کے قریب کتابیں غیر حنفی علماء کی ہیں جو کہ فرقہ واریت کے الزام کو یکسر مسترد کرتی ہیں۔ دینی مدارس کے فضلاء کی ایک بہت بڑی کھیپ نے نمایاں سیاسی و معاشرتی خدمات سرانجام دیں ہیں۔ 1857ء کی جنگِ آزادی، تحریک سید احمد شہید اور تحریک ریشمی رومال، تحریک ختم

www.ahnafmedia.com

نبوت، تحریک ناموس صحابہ وغیرہ جیسی بے شمار تحریکوں میں انہی مدارس کے ہزاروں علماء نے جان ومال کی قربانیاں دیں۔ تحریک پاکستان میں مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہم اللہ اور ان کے رفقاء وتلامذہ کا کردار کسی سے مخفی نہیں ہے۔ یہ اعتراف خدمت ہی تھا کہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے مشرقی پاکستان اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے مغربی پاکستان میں سب سے پہلے پاکستان کا پرچم لہرایا اور قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کے انتقال پر ان کی وصیت کے مطابق علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ 1973ء کے آئینِ پاکستان کی تشکیل اور اس میں اسلامی دفعات کو شامل کروانے میں انہی مدارسِ دینیہ کے فرزند قائد انقلاب مفتی محمود رحمہ اللہ، مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اکوڑہ خٹک اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کا پارلیمنٹ میں کردار ناقابل فراموش ہے۔ اسلامی بینکنگ کی بنیاد بھی انہی مدارس سے رکھی گئی انہی مدارس میں فیض حاصل کرنے والے مفتی تقی عثمانی کی تصنیف "جدید اسلامی بینکنگ" یونیورسٹیوں کے (M.B.A) کے نصاب میں شامل ہے انہی اصولوں پر کام کرتے ہوئے کینیڈا کے اسلامی بینکوں نے دو سو فیصد تک ریکارڈ منافع کمایا۔ اگر سیاسی پہلو کی طرف نظر دوڑائی جائے تو دور حاضر میں قائد جمیعت مولانا فضل الرحمان کا پاکستان کی سیاست میں کلیدی کردار ہے۔ جمعیت علماء اسلام پاکستان سے لاکھوں علماء بلاواسطہ منسلک ہیں اور مدارس کو جمعیت کی سب سے بڑی طاقت تصور کیا جاتا ہے۔ ایوان بالا (سینٹ) میں ڈپٹی چیئرمین سینٹ مولانا عبدالغفور حیدری کی شکل میں مدارس کی خدمات موجود ہیں۔ جو کہ مدارس کے مثبت اور تعمیری کردار کی عکاسی کر رہی ہیں۔ وفاق المدارس کی چھتری تلے تمام مدارس متحد اور اکابر کے راستے پر رواں دواں ملکی شرح خواندگی میں اضافے معاشی، سیاسی، ثقافتی اور اخلاقی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

عصرِ حاضر اور دینی تعلیم

بنت.....بنت منظور احمد، لودھراں

دورِ حاضر میں انگریزی تعلیم کو بہت اہمیت دی جاتی ہے لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہیں اور اسی حیثیت سے علم دین سیکھنا ہمارے لیے اہم فریضہ ہے دور جدید میں انگلش تعلیم حاصل کرنے والے کو کہا جاتا ہے کہ یہ اعلیٰ معیار کے لوگ ہیں۔ بڑے ہی افسوس اور ندامت کی بات ہیں کہ ہم مسلمانوں میں مغربی تہذیب بلند ہوتی جاری ہے اور ہم بالکل بے خبر اس میں رواں دواں ہیں جبکہ ایمان کا معیار تو تقویٰ ہے آج کل معیار کا مطلب ہی بدل گیا پہلے جاہل اس انسان کو کہا جاتا تھا جس میں علم دین کی سوچ سمجھ نہیں ہوتی تھی لیکن اب ایسے شخص کو جاہل کہا جاتا ہے جس میں انگلش لٹریچر کا رنگ نہ چڑھا ہو اور جو مغربی تہذیب کے خلاف ہو۔ دورِ جدید میں فیشن بھی معیار کا حصہ بن گیا ہے جبکہ دینی تعلیم و تربیت میں فیشن بے حیائی اور فحش کے جمع ہونے کا نام ہے۔ دورِ حاضر کا نوجوان طبقہ بہت ذہین اور فیصلہ کن صلاحیت رکھنے والا ہیں لیکن ان کو جیسی تعلیم و تربیت ملے گی وہ اسی طرف عروج حاصل کریں گے۔ انگلش تعلیم اور دینی تعلیم کے حصول اور فوائد میں فرق جاننے کی کوشش کریں خود بھی اپنے دین کی قدر کریں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

مشہور قول ہے کہ " ایک مرد پڑھا لکھا تو ایک فرد پڑھا لکھا ایک عورت پڑھی لکھی تو پورا خاندان پڑھا لکھا" اس لیے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت کا حق ادا کرتے ہوے انہیں دینی تعلیم بھی حاصل کروائیں ورنہ مسائل سے بے خبر رہنے والے لوگوں کی طرح وہ بھی گناہ کی زندگی گذار جائیں گی۔ ایک یونیورسٹی جس میں ایک تقریری اور سوالاتی مقابلے کے دوران ایم۔ اے ہسٹری کی ایک طالبہ

www.ahnafmedia.com

سے سوال کیا گیا: غسل کے فرائض بتائیں۔ جواب میں طالبہ کہتی ہے تولیہ، صابن، تیل اور پانی۔ یہ رزلٹ ہے اعلیٰ تعلیم کا۔ ہم مسلمانوں کے لیے بہت ہی افسوس اور شرمندگی کا مقام ہے ایک مسلمان بچی کو اتنا بھی علم نہیں۔ جبکہ معاشرے کی نظر میں وہ ایک باشعور اور گریجویٹ لڑکی ہے۔ اس لیے دین کا علم ہر ایک کے لیے ضروری ہے۔ پہلے کا دور تھا کہ علم سے عمل اہمیت رکھتا تھا لیکن آج عمل کے ساتھ علم بہت ضروری ہے۔ حدیث میں علم کی اہمیت واضح ہے: حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کو دیکھنا چاہے جنہیں اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے، تو شوق سے علم دین حاصل کرنے والوں دیکھ لے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے جب کوئی دین سیکھنے کا طالب علم کسی عالم کے دروازے کی طرف چلتا ہے۔ اللہ اس کے ہر قدم اور ہر حرف کے بدلے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور ہر قدم پر جنت میں اس کے لیے ایک محل تعمیر کر دیتا ہے۔ زمین کے جس حصے سے وہ گذرتا ہے وہ زمین اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے اس کی صبح شام اس حالت میں گزرتی ہے کہ اللہ نے اس کی بخشش فرمادی ہوتی ہے۔ فرشتے ایسے لوگوں کے بارے میں شہادت دیتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے جہنم سے رہائی کا پروانہ عطا فرمادیا ہے" علم دین سیکھنا اور سکھانا دونوں ہی کار ثواب ہیں اور بُری باتیں سیکھنا اور سکھانا دونوں ہی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ جہنم ایک غضبناک ٹھکانہ ہے۔ علم کے ذریعے ایک عام آدمی پسندیدہ لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں بلند درجات حاصل کر سکتا ہے، علم کے ذریعے انسان حلال و حرام کی تمیز سیکھتا ہے، علم امام اور عمل مقتدی کی حیثیت رکھتا ہے، علم دین کے ذریعے انسان میں صلہ رحمی کے جذبات روشن ہوتے ہیں، علم نیک بخت اور خوش نصیبوں کو ملتا ہے جبکہ بدنصیب علم سے محروم رہتے ہیں۔

www.ahnafmedia.com

کیا آپ نے سورۃ فاتحہ پڑھی ہے؟

عقیل احمد

کیا تم نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے؟ ایک بزرگ نے اس سے پوچھا۔

"ہاں ہاں! کیوں نہیں! ہر روز نماز میں پڑھتا ہوں؟" اس نے تعجب سے جواب دیا۔

"اچھا ذرا پہلی آیت پڑھ کر سناؤ۔" بزرگ نے کہا۔

"الحمد للہ رب العالمین۔ یعنی تمام تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"اچھا تم فیس بک پر تصاویر لائیک کرتے ہو، کیا تم نے کبھی خدا کی مصوری کو بھی لائیک کیا؟ تم فلمی ستاروں کی تعریف کرتے ہو، کبھی خدا کے ستاروں کی تعریف کی؟ تم کاغذ کے پھولوں سے جی بہلاتے ہو، کبھی خدا کے گلزاروں کو چاہنے کی کوشش کی؟" نہیں یہ تو میں نے کبھی نہیں کیا؟

"تو پھر تم نے یہ آیت پڑھی ہی نہیں۔ اچھا آگے پڑھو۔"

"الرحمٰن الرحیم، مالك یوم الدین۔ یعنی وہ رحمان ہے اور رحیم ہے اور روز جزا کا مالک ہے۔"

"کیا تم نے کبھی غور کیا کہ وہ کس طرح مخلوق پر محبت اور شفقت نچھاور کرتا نظر آتا ہے؟ مخلوق کی بات سنتا ہے، ان کی غلطیوں پر تحمل سے پیش آتا ہے، ان کی خطاؤں سے درگذر کرتا ہے، نیکو کاروں کی قدر دانی کرتا ہے اور اپنی حکمت کے تحت انہیں بے تحاشا نوازتا دکھائی دیتا ہے۔

کیا تم نے محسوس کیا کہ ایک بندہ جب مشکل میں گرفتار ہوتا ہے تو وہ شفیق

www.ahnafmedia.com

خدا کیسے اس کے لیے سلامتی بن جاتا ہے، اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، مشکلات میں آگے بڑھ کر اس کی مدد کرتا ہے اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہدایت کا نور بن جاتا ہے۔ کیا تم نے خود کو تصور میں اس کے سامنے جوابدہ کھڑا پایا؟"

"نہیں حضرت! یہ تو میں نہیں کرتا۔" "تو تم نے پھر اس آیت کی کیا تلاوت کی؟ اچھا آگے سناؤ۔" "ایاك نعبد وایاك نستعین۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سی مدد مانگتے ہیں۔"

"کیا ایسا نہیں کہ تم اپنے نفس کی عبادت کرتے ہو؟ اسی کے لیے صبح اٹھتے اور رات کو سوتے ہو؟ اسی کی خواہشات کو پورا کرنے میں نمازوں سے غافل رہتے، مال سے محبت کرتے، کمزوروں کو کچلتے اور طاقتور سے ڈرتے ہو؟" اگر ایسا ہے تو تم نے خاک اس آیت کو پڑھا۔ آگے پڑھو۔ "اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا جن پر تو نے اپنا کرم فرمایا۔ ان کے راستے پر نہیں جن پر تو نے اپنا غضب نازل کیا اور نہ ہی گمراہوں کے راستے پر۔" اچھا تو کیا کبھی تم نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ تم جس راستے پر ہو وہ درست ہے یا غلط؟ جو عقائد تمہارے والدین نے سکھائے کیا انہیں سمجھنے کے لیے کوئی تگ و دو کی؟ کیا تم نے معلوم کیا کہ خدا کا پسندیدہ راستہ کون سا ہے؟ وہ کون لوگ ہیں جن پر اس کا غضب نازل ہوا اور وہ کون لوگ ہیں جو گمراہ ہیں؟"۔ "نہیں حضرت! میں نے تو ان میں سے کوئی عمل نہیں کیا۔"۔ "تو بس پھر تم نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔" بزرگ نے اسے جواب دیا اور اپنی راہ ہو لیے۔ اس نے پہلے پشیمانی سے اپنا سر جھکا لیا۔ کچھ دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور اس عزم سے اٹھا یا کہ اب اس نے سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔ کیا آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے؟

www.ahnafmedia.com

پاکستان میں شادی کی ایک جھلک

.....فاخرہ تبسم

دنیا کے کسی میں ملک میں شادی ایک انتہائی عام اور سستی سی سرگرمی ہے۔ یورپ اور امریکا میں باہمی رضا مندی کے بعد چرچ جائیں اور میاں بیوی بن کر گھر آجائیں۔ اگلے دن دوستوں اور اہل وعیال کو کھانے کی دعوت پر بلائیں مبارکبادیں لیں۔ چلیں جی ہوگئی اِس طرح نئی زندگی شروع۔ نہ کوئی زیور، نہ جہیز، نہ مکلاوا، نہ واگ پھڑائی، نہ جوتی چھپائی، نہ دودھ پلائی، نہ مایو، نہ مہندی، نہ لڑکی والوں کی طرف سے تمام سسرال والوں کے جوڑے لگائی اور نہ ہی سارے رشتے داروں کی مٹھائی اور بدِ بھجائی۔ جتنی زیادہ رسمیں اتنی ہی زیادہ ٹینشنیں، اور اتنی ہی زیادہ رشتے داروں کی باتیں اور ناراضگیاں۔ لیکن قصوروار کون؟ ہماری خواہ مخواہ کی انا، ہمارا معاشرہ، ہندووانہ رسمیں اور لوگوں کی باتوں اور سوچ کا ڈر۔ کہ لوگ کیا سوچیں گے؟! ہمارے ہاں روایتی شادی کی تقریبات کے آغاز اور اختتام کے دوران ہر دن پیسہ پانی کی طرح بہتا ہے۔ شادی کے سفر کا آغاز ہوتا ہے رشتے کی تلاش سے۔ پیسے نچوڑنے کا پہلا مرحلہ شروع ہوتا ہے میرج بیورو یا رشتے کروانے والوں سے۔ لڑکی یا لڑکے کا رشتہ دکھانے کی آڑ میں سبز باغ دکھا کر خوب پیسے بٹورے جاتے ہیں۔ پسند کا لڑکی لڑکا چننے میں ایک عمر گزر جاتی ہے اور پھر کہیں جا کر مرضی کا رشتہ طے ہوتا ہے۔ اب رشتہ طے ہونے کے بعد مبارکباد کے نام پر مٹھائی کھلائی جاتی ہے اور لڑکا لڑکی والے ایک دوسرے کو نقد رقم دے کر بات پکی کرنے کا بالکل ایسے ہی اشارہ دیتے ہیں جیسے کسی پراپرٹی کا بیعانہ دیا جاتا ہے۔ اس دوران منگنی کی باتیں بھی چلتی ہیں اور لڑکی لڑکے والے ایک دوسرے کی ”اچھی سیرت اور کردار“ کی تصدیق کرنے کیلئے نا صرف گھروں میں چھاپہ مار

www.ahnafmedia.com

کارروائیاں کرتے ہیں بلکہ محلے داروں سے بھی بھرپور تفتیش کی جاتی ہے۔ منگنی کی تاریخ طے ہو تو دلہن کیلئے سونے کی انگوٹھی اور گولڈن سیٹ تو پکا ہے اور ساتھ ساتھ سسرال والوں بالخصوص نند کیلئے بھی جوڑے اور سیٹ دینا روایت ہے۔ ناک رکھنے کیلیے رشتے داروں کی دعوت کیلیے شادی ہال اور اچھے کھانوں کا اہتمام بھی خوب کیا جاتا ہے۔ منگنی کے اخراجات کی لسٹ بنائیں تو اسے ''منی شادی'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ منگنی کے بعد پھر بات چلتی ہے شادی کی تاریخ طے کرنے کی۔ ڈیٹ فکس کرنے کی روایت الگ سے ہے۔ دونوں خاندان ایک دوسرے سے مذاکرات کے ذریعے شادی کی تاریخ طے کرتے ہیں۔ ڈیٹ فکس کرنے کی تاریخ کی بھی لڑکی والوں کو دعوت کے ساتھ رقم کی جاتی ہے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کے پورے خاندان کیلیے کھویا یا مٹھائی لے کر آتے ہیں اور لڑکے والے مہمانوں کی تواضع کرتے ہیں۔ آپس میں میٹھی میٹھی باتیں ہوتی ہیں اور الوداع کے بعد چائے کے کپ پر تھوڑی سی غیبت کی چسکیاں لی جاتی ہیں۔ ڈیٹ فکس ہونے اور مایو کے دن کے درمیان کے سارے ایام شادی کی شاپنگ کیلیے مخصوص ہوتے ہیں۔ لڑکی والوں کی کمر تو پہلے جہیز توڑتا ہے اور پھر زیور۔ دلہا دلہن کے جوڑے، جوتیاں، سسرالیوں کیلئے ان سلے کپڑے مایو مہندی کا سامان، ڈی جے کا بندوبست، شادی کارڈ چھپوانا، ناچ گانے کا اہتمام اور ڈھول اور بارات والوں کو بلاوے سمیت دعوت طعام کیلیے بھرپور انتظام کیا جاتا ہے۔ شادی کی دعوت آپ ایس ایم ایس پر نہیں دے سکتے۔ خود گھر گھر جانا پڑتا ہے۔ لڑکے والے تو ناک رکھنے کیلئے دلہن کے زیور اور ولیمے کا بہترین اہتمام کرتے ہیں۔ ان دنوں ایک ہی معاملہ زیر بحث رہتا ہے، ولیمہ شادی ہال میں کریں یا کوئی ہوٹل۔ خیر پھر وہ دن آتا ہے جب شادی کی تقریبات کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ غور کیا جائے تو اخراجات کی اصل وجہ شادی نہیں بلکہ فرسودہ اور ہندوانہ رسومات ہیں جو ہمارے کلچر میں بری طرح سرایت کر چکی ہیں۔

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مکتبہ ختم نبوت	بہاولپور	03136333497
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com